فیوضُ الحرمین

سیّد محمّد عبدالعزیز شرقی

بخدمت گرامی قدر جناب ڈاکٹر ... صاحب
کی خدمت اقدس
میں ہدیۂ عقیدت

فیوض الحرمین

گر قبول افتد زہے عز و شرف
محتاج دعا

9-9-2002

سید محمد عبد العزیز شرقی

از طرف محمد فضل الرحمٰن - 8340379

بار اوّل ۱۴۰۰ھ
۱۹۸۰ء
تعداد دو ہزار
طابع عبد الحلیم خان
مطبع پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ لاہور
ناشر مکتبۂ "پیامِ اسلام" (وقف) ملتان شہر
قیمت

خطّاط
جمیل احمد قریشی تنویر رقم

ملنے کا پتہ

مکتبہ "پیامِ اسلام" بیرون بوہڑ دروازہ ملتان شہر پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

جناب سیّد عبدالعزیز صاحب شرقی میرے بہت پرانے دوست اور رفیق ہیں۔ دینی جذبہ تو انھیں اپنے اجدادِ صالحین سے وراثت ہی میں ملا ہے، لیکن اپنی سعادت و خوش بختی سے ان کی ذات میں وہ اتنا پھلا پھولا کہ اب وہ اللہ اور اس کے رسولؐ پاک کی محبت میں غرق ہو کر رہ گئے ہیں سالہاسال سے ان کا یہ معمول ہو گیا ہے کہ حرمین شریفین کی کشش ہر سال انھیں حج اور زیارتِ روضۂ رسول علیٰ صاحبہا السلام کے لیے کھینچ لے جاتی ہے۔ چند مہینے ان کے حرمین میں گزرتے ہیں اور چند مہینے پاکستان آ کر اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ پھر دیارِ حبیبؐ کے سفر کا سامان کریں اس طرح وہ عملاً دائم الحج ہو گئے ہیں۔

مجھے پہلے برسوں کے قریبی تعلقات کے باوجود یہ معلوم نہ ہو سکا کہ انھیں شعر و شاعری سے بھی کوئی لگاؤ ہے، لیکن جس وقت سے انھیں حج اور زیارتِ مدینہ منورہ کی لگن لگی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُسی وقت سے ان کے اندر شعر کا چشمہ پھوٹ نکلا اور عشقِ خدا اور رسولؐ نے ایک طوفان کی شکل میں ان کی زبان سے ایسی نظمیں نکالنی شروع کر دیں، جن کا ہر شعر محبت کی گرمی سے بھرا ہوا ہے۔ انھوں نے زیارتِ حرمین کے ہر مرحلے اور دیارِ حبیبؐ کے ہر مقام پر بڑی پُرجوش نظمیں کہی ہیں، جو اب اس مجموعہ کی شکل میں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کا اصلی لطف تو اُس وقت آتا ہے جب انتہائی والہانہ انداز میں ان کو پڑھتے ہیں۔ اُس وقت سننے والوں پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے تاہم ان کو پڑھ کر بھی لوگ اُس عشق کا کچھ نہ کچھ لطف ضرور پالیں گے، جس کی آگ ان نظموں کے لکھنے والے کے دل میں بھڑک رہی ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل میں اپنی اور اپنے حبیبؐ پاک کی محبت کو اور زیادہ ترقی دے اور ہر مسلمان کو یہ نعمت عطا فرمائے!

(سیّد) ابوالاعلیٰ مودودی (علیہ الرحمۃ)

دیباچہ

مولٰنا سیّد عبدالعزیز شرقی سے نیاز تو ۴۳ سنہ ء سے حاصل ہے۔ دارالسّلام پٹھانکوٹ اور لاہور میں ان کے ساتھ کئی کئی دن گزرے، لیکن ان سے تعارف ایک باخبر عالم، ایک زندہ دل اور پُر بہار دوست، ایک اچھے رفیق اور کریم النّفس انسان کی حیثیت سے تھا۔ یہ معلوم نہ تھا کہ ان کے پہلو میں ایک ایسا دردمند دل ہے جو عشقِ رسول ؐ سے معمور اور مخمور ہے اور انھوں نے ایسی موزوں طبیعت پائی ہے کہ بے تکلّف نعتیہ اشعار ان کے قلم اور زبان سے رواں ہو جاتے ہیں۔ خدا کو منظور تھا کہ ان کی اس خداداد صلاحیت اور موہبت اور نعمت کا علم اس سرزمین پر ہو اور اس مبارک جوار میں جس کے گرد اُن کی شاعری گھومتی ہے اور جس کی یاد سے شعر و ترنّم کے چشمے ابلنے لگتے ہیں۔ ایک دن اچانک ان سے مسجدِ نبوی میں ملاقات ہو گئی۔ ان کی پُرنم آنکھیں اور ان کی پُر درد آواز بتاتی تھی کہ ان کا دل وہ چوٹ کھایا ہوا ہے، جس کے بغیر شعر و شاعری جھوٹے نگوں کی آمیزہ کاری ہے اور جس کے بغیر زندگی نہ صرف بے کیف بلکہ بے معنی ہے ؎

در خرمنِ کائنات کردیم نگاہ ۔۔۔ یک دانہ محبّت است باقی ہمہ کاہ

اور اقبال ؒ نے کہا ہے ؎

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
عشق ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

معلوم ہوا کہ یہ دردِ محبت اُن کو اپنے والدِ ماجد سے وراثت میں ملا ہے جو ایک بڑے

عاشقِ رسولؐ تھے۔ انھوں نے میری قیام گاہ پر کرم فرمایا اور وہاں کچھ دوسروں کا اور کچھ اپنا کلام سنایا۔ وہ کیفیت کبھی نہیں بھولتی جو ان مجلسوں میں پیدا ہو جاتی تھی۔ مدینہ کی سرزمین، قصّۂ زمیں برسرِ زمیں!

پھر تو مجھے اس کی چاٹ پڑ گئی۔ جہاں شرقی صاحب کو دیکھا، ان کو اپنے ساتھ لے گیا اور ان کا کلام سن کر ایمان تازہ کیا۔ ان کی درد آشنا طبیعت، ان کا کیف آور کلام، ان کا پڑھنے کا دل آویز طرز، موقع و محل۔ یہ سب چیزیں مل کر ایک عالم پیدا کر دیتی تھیں۔ وہ عالم جس میں تھوڑی دیر کے لیے زندگی کا لطف اور ایمان کا ذائقہ محسوس ہونے لگتا تھا۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں، بحیثیت شاعر ان کے کمال اور کلام سے واقف نہ تھا۔ جوہر تو بعد میں کھلے۔ ان کی اردو کی بعض نعتوں اور فارسی کی بعض تضمینوں پر بڑے بڑے اساتذہ کا دھوکا ہو جاتا ہے اور اگر وہ مجھے دھوکا دینا چاہتے تو میں بڑی آسانی سے دھوکا کھا سکتا تھا۔ میرے لیے بڑی سعادت کی بات ہے کہ میں ان کے نعتیہ کلام کے مجموعے کے متعلق یہ چند لفظ دیارِ محبوبؐ میں بیٹھ کر لکھوا رہا ہوں۔ شاید اس محل و مقام کی برکت اور اس موضوع کی نسبت سے میرا بھی کچھ حصّہ ہو جائے۔ ع

بلبل ہمیں کہ قافلۂ گل شود بس است

ابوالحسن علی ندوی

بیت محمود الحافظ،

مدینۂ منوّرہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف رحیم ○ (القرآن)

شاہنشہِ ارض و سما بلغ العلیٰ بکمالہ — وصفِ رخ او والضحیٰ کشف الدجیٰ بجمالہ

قرآں باخلاقش گواہ حسنت جمیع خصالہ — صدقاً یقیناً راسخاً صلوا علیہ و آلہ

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری!

حضرتِ غالب نے کیا خوب کہا ہے ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتم — کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

مجھ سا ہیچ میرزا اور ناچیز جو شعر و ادب کی ابجد بھی نہیں جانتا، اپنے لرزتے ہوئے ہاتھوں میں "فیوض الحرمین" کی حقیر اٹیا لیے ہوئے خریداروں کی صف میں حاضر ہے اور عرض گزار ہے ؎

نگاہِ لطف سے قائم بھرم ہے — ہماری شاعری اُن کا کرم ہے

پروئے نعت کے موتی ادب سے — مرا زورِ قلم فیضِ حرم ہے

اظہارِ تشکر: حضرتِ علامہ اقبالؒ کے اسلام آبادی مریدؔ و مرادِ طیبہ کے مجذوب حضرتِ ایوب (مصنفِ نوائے فردا، انوارِ جمال، آبِ حیواں، سوزِ نفس) کا میں صمیمِ قلب سے شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میرے مسودہ پر نظرِ ثانی ہی نہیں فرمائی بلکہ اس کی کتابت، پروف ریڈنگ اور طباعت کے تمام مشکل مراحل کا بار خود اٹھا کر مجھے سبکدوش کر دیا۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

غلامِ غلامانِ اصحابِ صفہؓ

محمد عبد العزیز شرقی

ص۔ب ۱۸۱۹ - مدینہ منورہ (سعودی عرب)

ترے اسمِ گرامی کا وظیفہ راحتِ جاں ہے
سکونِ قلب تیرے ذکر کی اذکار کی باتیں!

دعا

سو بار کٹاؤں ترے رستے میں وہ سر دے
تجھ بن نہ کوئی آئے نظر ایسی نظر دے
سب کچھ ہی ملا ہے ترے میخانے سے مجھ کو
ساقی! مجھے پاکیزگیٔ قلب و نظر دے

حمد و نعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱

یہ رونقِ بزمِ کُن فیکُوں سُبحان اللہ سُبحان اللہ!

یہ کیف کا عالم، جذبِ دروں، سُبحان اللہ! سُبحان اللہ!

یہ شوقِ عبادت، ذوقِ جنوں، سُبحان اللہ! سُبحان اللہ!

یہ روح کی راحت، دل کا سکوں، سُبحان اللہ! سُبحان اللہ!

اک کیف کا عالم طاری ہے، اور چشمۂ اشک بھی جاری ہے

آنکھوں سے لگا بہنے جیحوں، سُبحان اللہ! سُبحان اللہ!

الفاظ کی دنیا تنگ ہوئی اور عقل و خرد بھی دنگ ہوئی

جو دیکھتا ہوں میں کیسے کہوں، سُبحان اللہ! سُبحان اللہ!

یہ ایک سعادت میرے لیے، یہ وجہِ مسرّت میرے لیے

گھر دیکھوں ترا اور رقص کروں، سُبحان اللہ! سُبحان اللہ!

آؤں ترے در پر بہرِ دعا، چوموں تیری چوکھٹ آنکھوں سے

سجدے میں گروں تسبیح پڑھوں، سُبحان اللہ! سُبحان اللہ!

خواہش نہیں جاہ و حشم کی مجھے، چاہت نہیں لعل و گہر کی مجھے

بس تیرا ہی بننے کی دُھن میں رہوں، سُبحان اللہ! سُبحان اللہ!

۲

میری زباں پر تیری ثنا ہے، الحمدُ لِلّٰہ! الحمدُ لِلّٰہ!

پیشِ نظر بس تیری رضا ہے، الحمدُ لِلّٰہ! الحمدُ لِلّٰہ!

یاد تمھاری دل کی غذا ہے، الحمدُ لِلّٰہ! الحمدُ لِلّٰہ!

ذکر تمھارا صبح و مسا ہے، الحمدُ لِلّٰہ! الحمدُ لِلّٰہ!

لمحہ بہ لمحہ فضلِ خدا ہے، الحمدُ لِلّٰہ! الحمدُ لِلّٰہ!

صورتِ دریا جود و سخا ہے، الحمدُ لِلّٰہ! الحمدُ لِلّٰہ!

کوئی نہیں ہے ادنیٰ و اعلیٰ، کوئی نہیں ہے بندہ و آقا

ایک ہی صف میں شاہ و گدا ہے، الحمدُ لِلّٰہ! الحمدُ لِلّٰہ!

میری عبادت میرے یہ سجدے کچھ بھی نہیں ہیں کچھ بھی نہیں ہیں یہ

بندگی میری تیری عطا ہے، الحمدُ لِلّٰہ! الحمدُ لِلّٰہ!

۳

مکّے کی عظمت، کعبے کی شوکت، اللّٰہُ اکبر! اللّٰہُ اکبر!

شوکت و شوکت، عظمت و عظمت، اللّٰہُ اکبر! اللّٰہُ اکبر!

ختمِ رُسُل کا شہرِ ولادت، اللہُ اکبر! اللہُ اکبر!

مسکنِ اوّلِ ختمِ رسالت، اللہُ اکبر! اللہُ اکبر!

فیض کا چشمہ، منبعِ برکت، اللہُ اکبر! اللہُ اکبر!

رحمت و بخشش، بخشش و رحمت اللہُ اکبر! اللہُ اکبر!

دیکھتے رہنا اِس کو عبادت، اللہُ اکبر! اللہُ اکبر!

آنکھوں کی ٹھنڈک، قلب کی راحت، اللہُ اکبر! اللہُ اکبر!

ایک ہی جذبہ ایک جنوں ہے لیکن کثرتِ اہلِ جنوں ہے

وحدت و کثرت، کثرت و وحدت، اللہُ اکبر! اللہُ اکبر!

اہلِ جنوں ہیں گھوم رہے ہیں، سنگِ حرم کو چوم رہے ہیں

فخر کے قابل حالتِ وحشت، اللہُ اکبر! اللہُ اکبر!

چشمۂ زمزم، رکنِ یمانی، ایک محبّت کی ہے کہانی

آنکھ میں نم ہے قلب میں رِقّت، اللہُ اکبر! اللہُ اکبر!

۴

نورِ جمالِ مصطفےٰ صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ
شانِ کمالِ مجتبےٰ صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ

باعثِ خلقِ دو جہاں محرمِ رازِ کُن فکاں
صدر و امامِ انبیاء صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ

امن ہیں اور امین ہیں رحمتِ عالمین ہیں
ہیں وہ حبیبِ کبریا صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ

چارۂ دردِ بیکساں راحتِ قلبِ ناتواں
سارے دکھوں کی ہیں دوا صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ علیٰ نبیّنا صَلِّ علیٰ محمّدٍ

صَلِّ علیٰ حبیبنا صَلِّ علیٰ محمّدٍ

اُن کے طفیل بخششیں اُن کے سبب سے رحمتیں
قاسمِ مخزنِ عطا، صَلِّ علیٰ محمّدٍ

صَلِّ علیٰ نبیّنا صَلِّ علیٰ محمّدٍ

صَلِّ علیٰ حبیبنا صَلِّ علیٰ محمّدٍ

آپؐ رؤوف اور رحیم خُلق کا مرتبہ عظیم!
شانِ جمالِ والضحیٰ، صَلِّ علیٰ محمّدٍ

صَلِّ علیٰ نبیّنا، صَلِّ علیٰ محمّدٍ

صَلِّ علیٰ حبیبنا، صَلِّ علیٰ محمّد

۵

ہے سر میں سمایا مرے سودائے مدینہ
آنکھوں میں مری گنبدِ خضرائے مدینہ

پھر آیا نیا دور مرے جوشِ جنوں کا
ممکن ہے کہ بر آئے تمنّائے مدینہ

بیمار گنہگار کا جاگا ہے مقدر | اب ہوگا علاجِ دلِ شیدائے مدینہ
مجھ ایسے گنہگار کو رحمت کے بلاوے | قربانِ دل و جاں ترے سودائے مدینہ
عرفان کا ہے مطلعِ انوار وہ لاریب | جس دل میں کہ بس جائے تمنّائے مدینہ
عاجز ہیں قلم اور زباں اس کے بیاں سے | وہ نورِ حقیقت ہے تماشائے مدینہ
الفاظ کے کوزے میں سما ہی نہیں سکتا | کیونکر ہو بیاں حسنِ دلآرائے مدینہ
ہر ذرّہ ہے یاں بانگِ اَنَا النُّور کا مظہر | کیا شان ہے اے جلوۂ یکتائے مدینہ
کر دُور مری تشنگیٔ قلب و نظر کو | دے ساقیٔ کوثر مئے مینائے مدینہ
بٹتی ہیں تری رحمتیں اے رحمتِ عالم | ہوں میں بھی گدائے شہِ والائے مدینہ

دربار کے قابل نہیں رستے میں اجل آئے
ہو جذب مری خاک بصحرائے مدینہ

٦

حضورِ خواجۂ کونینؐ جا رہا ہوں میں
خوشا کہ رتبۂ معراج پا رہا ہوں میں

زہے کہ خواب میں پڑھتے ہوئے درود اٹھا
خوشا کہ بخت کو اپنے جگا رہا ہوں میں

بناؤں دھو کے دل و دیدہ دید کے قابل
سرشکِ چشمِ ندامت بہا رہا ہوں میں

غبارِ خاطر و چشمِ سیاہ دھوتا ہوں
کہ فرشِ دیدہ و دل کو سجا رہا ہوں میں

کروں گا جان و دل ان پر ہزار بار فدا
غریب خانے پہ ان کو بلا رہا ہوں میں

زہے کہ لطف و کرم ان کا خاص ہے مجھ پر
خوشا کہ بزم میں بار ان کی پا رہا ہوں میں

گناہگار ہوں لیکن حضورِ رحمت ہوں
مرادیں جھولیاں بھر بھر کے پا رہا ہوں میں

غلامِ صاحبِ معراجؐ ہوں اسی باعث
ہزاروں میل سے پل بھر میں جا رہا ہوں میں

مرے سرور میں پنہاں ہے غم وہ جانتے ہیں
مجھے ہے پاسِ ادب یوں چھپا رہا ہوں میں

۷

حضورِ خواجۂ کونین باریاب ہوا — نگاہِ مہر سے یہ ذرّہ آفتاب ہوا

درود نے مری ہر گاہ دستگیری کی — یہی کلید ہے وہ جس سے فتحیاب ہوا

دل و دماغ معطّر ہوئے ہدایت سے — مثال جس کی نہیں ہے وہ انقلاب ہوا

جو پہنچا بامِ نبوّت پہ انبیاء کا کمال — تو ذاتِ ختمِ نبوّت کا انتخاب ہوا

سبق ملا ہے تری بارگاہ سے مجھ کو — مٹا جو راہ میں تیری وہ کامیاب ہوا

نہ پوچھ ذرّۂ ناچیز کی بلندی کو — کہ ان کا لطف و کرم مجھ پہ بیحساب ہوا

تمہارے در کی گدائی ہے دو جہاں سے عزیز
یہ اس سے پوچھیے جو جا کے فیضیاب ہوا

٨

میکشو! دشتِ مدینہ پہ گھٹا چھائی ہے
بلبلو! گلشنِ رحمت میں بہار آئی ہے

جلوۂ نورِ علیٰ نور کا دریا ہے رواں
موج در موج یہاں شانِ دلآرائی ہے

کچھ بھی نکلا نہ مرے دفترِ عصیاں کا شمار
از فلک تا بہ سمک رحمتِ حق چھائی ہے

دشتِ طیبہ! ترے ہر ذرّے میں ہے جلوۂ طور
حسنِ فطرت لیے ہر منظرِ رعنائی ہے

مژدۂ مغفرت و عفو ملا تیرے حضور
تیری رحمت سے گنہگاروں کی بن آئی ہے

منتخب تجھ کو کیا ختمِ رسلؐ کی خاطر
سب کمالات میں حاصل تجھے یکتائی ہے

فخر و اعزاز مرا حلقہ بگوشی ان کی
یعنی اس در کی غلامی مجھے دارائی ہے

میگسارو! اٹھو میخانۂ طیبہ کو چلیں
آج رحمت کی بہر سمت گھٹا چھائی ہے

۹

پھر پیشِ نظر میرے مدینے کا حرم ہے — اللہ غنی، مجھ پر بڑا ان کا کرم ہے

وہ قلب ملا مجھ کو جو ہے درد سے معمور — وہ چشمِ یقیں کیفِ حضوری سے جو نم ہے

بلوایا ہے بے مایہ و ناچیز کو در پر — یہ ان کا کرم ان کا کرم ان کا کرم ہے

معراج کو پہنچا ہوں میں اللہ رے قسمت — ہے میری جبیں ان کا جہاں نقشِ قدم ہے

انوار نظر آتے ہیں نقشِ کفِ پا کے — محبوب کا ہر کوچہ مجھے رشکِ ارم ہے

مکّے کی زمیں! کیسے بیاں ہو تری عظمت — شاہد ترے اعزاز پہ اللہ کی قسم ہے

مخمور رہوں میں اس کی غلامی کے نشے میں — آقا مرا سلطانِ عرب شاہِ عجم ہے

کیا پوچھتے ہو ان کے غلاموں کی بلندی — اس اوج و بلندی پہ نہ دارا ہے نہ جم ہے

میں کیا ہوں مرے جیسے یہاں لاکھوں پڑے ہیں — قربان یہاں سارا عرب سارا عجم ہے

سرمایۂ نازش ہے مجھے طوقِ غلامی — اس گھر کی غلامی ہی مرا جاہ و حشم ہے

قربان نہ کیوں جاؤں ترے دردِ محبّت
محبوبؐ کی جانب سے عطا دولتِ غم ہے

۱۰

مدینہ سے مجھے آ کر مدینہ یاد آتا ہے
وہ مسجد یاد آتی ہے وہ روضہ یاد آتا ہے
نگاہوں میں ہیں اب تک جالیاں سرکارِ رحمت کی
بوقتِ حاضری آنکھوں کا گریہ یاد آتا ہے
سہارے دے رہے ہیں یاد کو اب تک وہ مینارے
سراپا نور کا مجھ کو وہ بقعہ یاد آتا ہے!
سمایا ہے مری آنکھوں میں نورِ گنبدِ خضرا
جمال و حسن کا پیکر وہ روضہ یاد آتا ہے

مؤذّن کی اذانیں گونجتی ہیں میرے کانوں میں
خطیبِ مسجدِ حضرت کا خطبہ یاد آتا ہے

کہیں تکیہ کہیں پہرا کہیں پر آپؐ کا بستر
ستوں جس پر ہوئی مقبول توبہ یاد آتا ہے

نہیں بھولا ہوں محرابِ تہجّد کی دلآرائی
مساکینِ محمّدؐ کا وہ صفّہ یاد آتا ہے

مقام ایسا بھی ہے قدموں میں سرکارِ دوعالمؐ کے
جہاں پر بیٹھ کر جنّت کا نقشہ یاد آتا ہے

سرورِ بادۂ طیبہ ابھی تک ہے بحمداللہ
میں سرشارِ محبّت ہوں مدینہ یاد آتا ہے!

۱۱

مشتاقِ زیارت یوں سرگشتہ و حیراں ہے

ہے دل ہی تو دل آخر بے چین و پریشاں ہے

اسباب تو ٹوٹے ہیں پر آس نہیں ٹوٹی

راضی بہ رضا ہوں میں ہر دم ترا احساں ہے

قسمت کا بدل دینا بگڑی کا بنا دینا

میرے لیے مشکل ہے تیرے لیے آساں ہے

دل درد کی لذّت سے معمور رہے یارب!

پھر قرب بھی نعمت ہے اور بُعد بھی احساں ہے

انوارِ مدینہ کی برکت کے تصوّر سے

ہر شام منوّر ہے ہر صبح درخشاں ہے

اس نور کے صدقے سے سرکار کی رحمت سے
بزمِ دلِ عاصی میں اک شمع فروزاں ہے
یہ ربطِ دل و جاں ہے نسبت سے تری قائم
تو ہی مرا کعبہ ہے تو ہی مرا ایماں ہے

۱۲

پھر خواب میں دیکھا ہے مدینے کا نظارا
بے چین ہے، بے تاب ہے دل درد کا مارا
بے مایہ و ناچیز ہے پر ہے تو تمھارا
"شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را"
ڈوبا ہوا عصیاں میں ہوں اور دُور کنارا
لے دے کے گنہگار کا ہے ایک سہارا

جز رحمتِ عالم کے نہیں کوئی ہمارا

"شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را"

جس نام نے بگڑا ہوا ہر کام سنوارا

وہ نام محمدّ ہے مری آنکھ کا تارا

اِس قلبِ گنہگار کو ہے ان کا سہارا

"شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را"

غم اپنے غلاموں کا نہیں اُن کو گوارا

بے مایوں کا سرمایہ ہیں بے چاروں کا چارا

ہو کتنا گنہگار، مگر اُن کو ہے پیارا

"شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را"

۱۳

چمکا قسمت کا ستارا میں تو اِس قابل نہ تھا

ہے کرم مجھ پر تمھارا میں تو اِس قابل نہ تھا

دشتِ عصیاں میں تھا میں حیرت زدہ گم کردہ راہ

تیری رحمت نے پکارا میں تو اِس قابل نہ تھا

ڈوبنے والی تھی کشتی بحرِ عصیاں میں مری

مل گیا تیرا سہارا میں تو اس قابل نہ تھا

گوشۂ چشمِ کرم نے اور نسبت نے تری

میری بگڑی کو سنوارا میں تو اِس قابل نہ تھا

ہو گیا ہے تیری رحمت کے تصدّق میں رفو

میرا دامن پارہ پارہ میں تو اِس قابل نہ تھا

تیری بخشش کے میں صدقے تیری رحمت کے نثار
میں ہوں اور دامن تمہارا، میں تو اس قابل نہ تھا

لے گیا سیلابِ رحمت میرے عصیاں لے گیا
مل گیا مجھ کو کنارا، میں تو اِس قابل نہ تھا

میرے سجدوں کی حقیقت تجھ سے پوشیدہ نہیں
ہیں حرم کو یہ گوارا! میں تو اِس قابل نہ تھا

مغفرت نے دھو دیے ہیں داغہائے معصیت
زندگی کا رُخ نکھارا، میں تو اس قابل نہ تھا

درد میرا اس طرح کا تھا، نہ تھی جس کی دوا
کر دیا ہے تو نے چارا، میں تو اِس قابل نہ تھا

میرے جیسے بے ٹھکانا بے نوا محتاج کو
مل گیا ہے در تمہارا، میں تو اِس قابل نہ تھا!

۱۴

میں بھکاری بن کے در پر تیرے آنے لگ گیا
فیضِ رحمت سے تمہارے خیر پانے لگ گیا

بھیج کر اُن پر سلام اور بھیج کر اُن پر درود
اپنی قسمت اور مقدّر آزمانے لگ گیا

خواب میں پڑھ کر سلام اور خواب میں پڑھ کر درود
بختِ خوابیدہ کو میں اپنے جگانے لگ گیا

دیکھ کر سائل کا جذبہ اور اس کی تشنگی
چشمۂ فیضِ کرم مجھ کو بلانے لگ گیا

مدّتوں تک تو رہا ساحل سے میں ناآشنا
ہاں سفینہ زندگی کا اب ٹھکانے لگ گیا

بیٹھے بیٹھے جب جنونِ بندگی مجھ کو ہوا
تیرے دروازے کے میں چکّر لگانے لگ گیا

سنگِ اسود پر جو پہنچا کیف سا طاری ہوا!
چوم کر میں اُس کو آنکھوں سے لگانے لگ گیا

بوسہ گاہِ سرورِ پیغمبرانؐ کو چوم کر
فیضِ لب ہائے نبوّت میں بھی پانے لگ گیا

جب تصوّر میں رسولِ پاکؐ کا آیا طواف
وجد میں میں آگیا چکّر لگانے لگ گیا

پھر مصلّائے براھیمی کو میں نے جا لیا
سجدہ ہائے بندگی کا لطف آنے لگ گیا

آنکھ پُرنم ہوگئی، میں سنّتِ محبوبؐ میں
ملتزم پر آگیا، رونے رُلانے لگ گیا

یاد جب آئے مجھے وہ زندگی بھر کے گناہ
چشمِ تر سے میں وہیں دریا بہانے لگ گیا

رحمتِ حق نے کہا "لَا تَقْنَطُوْا! لَا تَقْنَطُوْا!
تیری ہستی کا سفینہ اب ٹھکانے لگ گیا"

چشمۂ زمزم پہ پہنچا باہجومِ عاشقاں
تشنگی زمزم سے میں اپنی بجھانے لگ گیا

نکلا پھر بابُ الصّفا سے اَلصَّفا پڑھتا ہوا
سوئے مروہ چل پڑا چکّر لگانے لگ گیا

جب کمی واقع ہوئی ذوقِ عبادت میں مرے
نغمۂ لَبَّیْک میرا دل لبھانے لگ گیا!

جب ذرا فرصت ملی بزمِ تصوّر سج گئی
جلوۂ محبوب کو دل میں بسانے لگ گیا

بے نیازِ دو جہاں ہوں اور دل ہے مطمئن
جب سے دروازے پہ تیرے آنے جانے لگ گیا

ضربِ الّا اللہ کا تیشہ مرے کام آ گیا
نقشِ غیر اللہ کو دل سے مٹانے لگ گیا

مل گئے اہلِ حرم میں چند اہلِ دل مجھے
داستانِ درد میں اُن کو سنانے لگ گیا!

۱۵

سنو میری زباں سے کچھ مری سرکار کی باتیں
مدینے کی مدینے کے در و دیوار کی باتیں
غذائے روح کی باتیں نشاطِ کار کی باتیں
فروغِ دیدۂ انوار کے انوار کی باتیں

نظر آ کر ہمیں پہلے پہل وہ گنبدِ خضرا
سناتا ہے رسولؐ اللہ کے انوار کی باتیں

قبا پہلا مدینہ ہے قدومِ پاک کے صدقے
قبا کی سرزمیں کیا ہے گل و گلزار کی باتیں

ثنیّاتِ وداعی پر پہنچ کر یاد آتے ہیں
طلوعِ بدر کے نغمے بنی نجّار کی باتیں

وہ شہرِ رحمتِ عالم کا بابِ عنبریّہ ہے
سناتا ہوں تمھیں اب کوچہ و بازار کی باتیں

طریقِ عینیہ سے گنبدِ خضرا چمک اٹھا
نگاہوں سے لگیں ہونے ترے انوار کی باتیں

شعارِ نور کی تابانیوں نے مجھ کو آ گھیرا
ترے جلووں سے اب ہونے لگیں اسرار کی باتیں

بھرے رہنے لگے ہیں نور سے آنکھوں کے پیمانے
سرشکِ چشمِ تر، بننے لگیں سرشار کی باتیں

ترے دربار میں مَیں خوشۂ صدّیقؓ سے پہنچا
تو یاد آنے لگیں تیرے رفیقِ غارؓ کی باتیں

رفاقت پر میں قرباں تیری، بدر و قبر کے ساتھی!
نبیؐ کی بھی زباں پر ہیں ترے ایثار کی باتیں

تری تصدیق اوّل ہے ترا ایمان اوّل ہے
کلامِ پاک میں بھی ہیں ترے اقرار کی باتیں

یہیں فاروقِ اعظمؓ ہیں رہیں گی جن سے وابستہ
قیامت تک عدالت اور حسنِ کار کی باتیں!

نظر آیا مجھے محرابِ عثمانیؓ تو یاد آئیں
جنابِ حضرتِ عثمانؓ حیا کردار کی باتیں

یہ حجرہ سیّدہ زہراؓ کا جس میں نقش ہیں اب تک
علیؓ شیرِ خدا کی حیدرؓ کرّار کی باتیں

یہ مسکینوں کا صفّہ ہے یہاں پر ہوتی رہتی تھیں
صحابہؓ کی صحابہ سے بڑے ہی پیار کی باتیں

مثالِ بے مثالی ہیں کمالِ لازوالی ہیں
مواخات و مروت میں ترے انصار کی باتیں

ادھر پہلو میں محرابِ تہجّد مجھ سے کہتا ہے
تہجّد کے نوافل کیا ہیں شب بیدار کی باتیں

درِ اقدس کی اک جانب ستوں ہے تکیہ گاہ ان کا
صحابہؓ بیٹھ کر سنتے تھے یاں سرکار کی باتیں

ستونِ حرس سے قبلے کی جانب دو قدم بڑھ کر
منقّش ہیں سریرِ سیّدِ ابرار کی باتیں!

دلاتا ہے ستوں اک یاد توبہ کرنے والوں کی
قبولِ توبہ کی اور اُن کے استغفار کی باتیں

ستونِ عائشہؓ کے پاس ہیں جلوہ فگن اب تک
ریاضِ روضۂ جنّت کی اور انوار کی باتیں

مصلّائے نبیؐ پر جب جبیں سائی کا وقت آیا
وہاں نقشِ قدم سے ہوگئیں اسرار کی باتیں

مؤذّن کی اذاں بھی ذکرِ توحید و رسالت ہے
نمازوں میں بھی شامل ہیں شہِؐ ابرار کی باتیں

ترے اسمِ گرامی کا وظیفہ راحتِ جاں ہے
سکونِ قلب تیرے ذکر کی اذکار کی باتیں

عمل کی زندگی میں مشعلِ راہِ ہدایت ہیں
تری سنّت کی اور تیرے طریقِ کار کی باتیں

بچائے رکھتی ہیں اُمّت کو گمراہی کے رستے سے
تری سنّت کی اور تیرے طریق کار کی باتیں
منوّر کرتی جاتی ہیں مرے ذوقِ تخیّل کو
رسولِ پاکؐ کے دربارِ پُرانوار کی باتیں!

۱۶

ترا گھر جلال کا آئینہ تری عظمتوں کا مکان ہے
یہاں عجز کا ہے مظاہرہ یہاں بندگی کا بیان ہے
یہ قدم قدم پہ پکارنا کبھی ذوق وشوق سے گھومنا
کبھی سنگِ در ترا چومنا مری عاشقی کا نشان ہے
تری گفتگو تری جستجو ہے نظر میں بس مری تو ہی تو
تری بندگی کے سوا یہاں نہ خیال ہے نہ گمان ہے

تری بندگی مری زندگی، مری زندگی تری بندگی!
جو میں بندگی سے ذرا ہٹوں مری زندگی کا زیاں ہے

ترا عکس مہر میں ماہ میں ترا جلوہ شام و پگاہ میں
جو زبانِ عام میں عرش ہے وہ تو ذکرِ رفعتِ شاں ہے

تری ذات ایک سہی مگر بہ ہزار رنگ ہے جلوہ گر
تجھے دیکھتا ہوں بہر نظر، نئی آن ہے نئی شان ہے

جو سکونِ قلب یہاں ملا وہ کہیں نہیں وہ کہیں نہیں
نہ ہیں خرخشے نہ ہیں وسوسے، وہ مقامِ امن و اماں ہے

۱۷

میری سرکار کے دربار کا جلوہ دیکھو — رحمتِ حق کا اُمڈتا ہوا دریا دیکھو
مہرِ انوارِ نبوّت کا نظارہ دیکھو — حرمِ پاک ہے کیا خلد کا نقشہ دیکھو

ایک قطرے میں سمویا ہوا دریا دیکھو
ایک ذرّے میں ہے سمٹا ہوا صحرا دیکھو

رات اور دن میں یہاں فرق نہیں ہے کوئی
اُن کے انوار کا ہے ایسا اجالا دیکھو

فوج در فوج ہے کیا بخشش و رحمت اُن کی
موج در موج ہے کیا نور کا دریا دیکھو

جلوۂ طور کے عالم کا پتہ دیتا ہے
صحنِ مسجد سے کبھی گنبدِ خضرا دیکھو

جاں نثارانِ نبیؐ خاص غلامانِ حضورؐ
ان مساکینِ محمدؐ کا وہ صفّہ دیکھو

مل کے رہتا ہے نوافل سے مقامِ محمود
لوحِ محرابِ تہجّد کا اشارہ دیکھو

سر جھکا لو بہ ادب کر لو نگاہیں نیچی
ہے یہاں خواب گہِ سیّدۂ زہراؓ دیکھو

اِس جگہ لگتا تھا دربارِ شہِؐ جنّ و بشر
یہ ستوں ہے کہ بنایا گیا تکیہ دیکھو

آیۂ یَعْصِمُکَ اتری تو اٹھوایا گیا
اِس جگہ ہوتا تھا پہلے کبھی پہرا دیکھو

معتکف ہو کے چٹائی کو بچھایا تھا یہاں
اِس کو کہتے ہیں سریرِ شہِؐ والا دیکھو

ایک نفلوں کا مقام اور ہے از رُوئے حدیث
اِک ستوں اور یہاں برکتوں والا دیکھو

بخشش و نور کی نہریں بھی ہیں اور جنّت بھی
رحمت و نور کا منبع بھی ہے حجرا دیکھو

حجرۂ پاک سے تا منبرِ پُر نورِ حضورؐ
باغِ فردوس سے لایا ہوا ٹکڑا دیکھو

اک مقام اور بھی ہے اپنی جبیں سے چومو
ہے یہاں شاہِ دو عالم کا مصلّا دیکھو

نفسِ سرکش کو کبھی ایک ستوں سے باندھو
کیسے مقبول ہوا کرتی ہے توبہ دیکھو

کیف آور ہے اذانِ روحِ بلالیؓ کی قسم!
کھینچتا ہے دلِ مضطر کو بلاوا دیکھو

دیکھنے والو! ذرا کھول کے دل کی آنکھیں
بیٹھ کر قدموں میں جنّت کا نظارہ دیکھو

نعت و صلوات میں شامل ہے درود اور سلام
خود خدا کا ہے فرشتوں کا وظیفہ دیکھو

حسنِ عالم کو بھلا دو گے مرا دعویٰ ہے
تم مدینے کا اگر حسنِ دل آرا دیکھو!

۱۸

مری روحِ عبودیت کو جب تیرا پیام آیا
کفن بر دوش ہو کر تیری جانب یہ غلام آیا

براہیمی اذانِ حج مرے کانوں میں جب پہنچی
طلسمِ این و آں کو چھوڑ کر تیرا غلام آیا
خدا کے پاک گھر سے دُور رہ کر مدّتوں آخر
مسافر صبح کا بھولا ہوا گھر وقتِ شام آیا
ہر اک لمحہ سلام اُن پر ہر اک لحظہ درود اُن پر
یہی تھا وِرد جو منزل بہ منزل میرے کام آیا
اُنھی کی یاد ہر منزل پہ میری ہمسفر نکلی
اُنھی کا ذکر ہر محفل میں آیا صبح و شام آیا
ہر اک فرصت میں بس اُن کا تصوّر میرا ہمدم تھا
پڑھا صلّ علیٰ جب بھی کسی لب پر وہ نام آیا
تری چشمِ کرم سے طے ہوئے سب مرحلے میرے
تجھے موجود پایا جب کوئی مشکل مقام آیا

پلائے جام زمزم کے تری بخشش کا کیا کہنا
گیا سیراب ہو کر وہ یہاں جو تشنہ کام آیا

ترے دامانِ رحمت کے سہارے حل ہوئے عقدے
پکارا نام تیرا جب کوئی مشکل مقام آیا

گنہگاروں میں مجھ پر خاص ہے چشمِ کرم اُن کی
اِدھر میں بزم میں پہنچا اُدھر گردش میں جام آیا

۱۹

مدینے کی زمیں خلدِ بریں معلوم ہوتی ہے
جو سچ پوچھو تو اس سے بھی حسیں معلوم ہوتی ہے

ثریّا بھی یہاں تحت الثّریٰ ہے چشمِ بینا کو
مگر یہ سرزمیں عرشِ بریں معلوم ہوتی ہے

یہاں کا دِن منوّر ہے مثالِ روئے محبوباں
یہاں کی رات زلفِ عنبریں معلوم ہوتی ہے

پیامِ رحمت و شفقت مسلسل سن رہا ہوں میں
نسیمِ جانفزا روح الامیں معلوم ہوتی ہے

مدینہ جس طرح سے سارے شہروں میں حسیں تر ہے
مساجد میں یہ مسجد مہ جبیں معلوم ہوتی ہے

ہزاروں مخمصوں سے چھوٹ کر آیا مدینے میں
کہ قدرِ عافیت آکر یہیں معلوم ہوتی ہے

ترے فضل و کرم سے بابِ رحمت میں ہوا داخل
یہاں رحمت ہی رحمت ہر کہیں معلوم ہوتی ہے

سکونِ قلب ہے اور دو جہاں سے بے نیازی ہے
جسے کہتے ہیں جنّت وہ یہیں معلوم ہوتی ہے

گناہوں سے پشیماں ہو کے پہنچا ہوں ترے در پر

مجھے اب اپنی بخشش بالیقیں معلوم ہوتی ہے

مصلّائے نبیؐ سے فیض پا کر آ رہا ہوں میں

منوّر اس لیے میری جبیں معلوم ہوتی ہے

۲۰

ہر ایک ذرّے پہ تیرے سلام ارضِ حرم!

پھر آئے لوٹ کے تیرا غلام ارضِ حرم!

تمھارا خطّہ ہے انسانیت کو امن و اماں

تمھارا نام ہے دارالسّلام ارضِ حرم!

ہے جھک کے دیکھتا گردوں بھی تیری رفعت کو

ملا ہے تجھ کو وہ اونچا مقام ارضِ حرم!

کشش سے تیری ہر اک سمت سے غلام آئے
ہے تجھ سے نسبتِ خیر الانام ارضِ حرم!
تمیزِ بندہ و آقا نہ قیدِ رنگ و وطن
تمھارا فیض ہے وہ فیضِ عام ارضِ حرم!
تمھاری رحمتِ کامل کا خاص شیوہ ہے
گناہگاروں پہ لطفِ مدام ارضِ حرم!
تمھارے صدقے شب و روز نور کی بارش
کروں گا یاد میں ہر صبح و شام ارضِ حرم!
ہے اتنا عرصہ مری زندگی کی فصلِ بہار
ہوا ہے جتنا کہ تجھ میں قیام ارضِ حرم!
کبھی تو بھیجیو بادِ صبا کے ہاتھ پیام
ہے تیرے ذمّے بس اتنا سا کام ارضِ حرم!

۲۱

آنکھوں میں ترا عکسِ حسیں لے کے چلا ہوں
دل درد سے معمور و حزیں لے کے چلا ہوں

تشنہ تھے مرے قلب و نظر آنے سے پہلے
سیرابِ مئے ذوقِ یقیں لے کے چلا ہوں

چھائے ہیں مری فکر و نظر پر ترے جلوے
اور دل میں تجھے صدر نشیں لے کے چلا ہوں

دنیا بھی ترا صدقہ ہے دیں بھی تری نعمت
قدموں سے ترے ہادیٔ دیں! لے کے چلا ہوں

خالی نہیں لوٹا ہوں مصلّائے نبیؐ سے
پیشانی میں مَیں نورِ مبیں لے کے چلا ہوں

نقشِ قدمِ پاک پہ سجدوں کی بدولت
انوار سے معمور جبیں لے کے چلا ہوں
ہر چند گنہگار ہوں اے رحمتِ عالمؐ!
پر تیری شفاعت کا یقیں لے کے چلا ہوں

۲۲

خواب میں پھر جا رہا ہوں سُوئے طیبہ آج کل
مژدہ اے ذوقِ جنوں! پھر اب بہار آنے کو ہے
پھر کھِنچا جاتا ہے دل سوئے درِ پاکِ حرم
جانبِ طیبہ سے شاید پھر پکار آنے کو ہے
اللہ اللہ! نور کی کرنیں نسیمِ جاں فزا
چھٹ رہی ہیں ظلمتیں صبحِ بہار آنے کو ہے

دیدہ و دل تر ہوئے ہیں اشکِ پیہم سے مرے

میرے باغِ زندگی میں پھر بہار آنے کو ہے

دو جہاں کی آرزوؤں کو میں کرتا ہوں نثار

میرے دل کی مملکت میں شہریار آنے کو ہے

قافلے والو! وہاں جا کر خبر دینا مری

پھر درِ رحمت پہ عاصی ایک بار آنے کو ہے

پھر گھٹائیں اٹھ رہی ہیں خیر مقدم کے لیے

تشنہ لب ساغر بکف پھر میگسار آنے کو ہے!

۲۳

تری حمد کے گیت میں گا رہا ہوں
اُڑا جا رہا ہوں، اُڑا جا رہا ہوں

زمان و مکاں کی حدیں ختم ہیں یاں
نہ جانے کہاں ہوں کہاں جا رہا ہوں

پکارا ہے پھر رحمتِ حق نے مجھ کو زباں پر ہے لبّیک میں آ رہا ہوں
فروغِ تجلّی بس اللہ اکبر کہ میں محوِ حیرت ہوا جا رہا ہوں
ندامت کے ساغر مری دونوں آنکھیں پیے جا رہا ہوں پیے جا رہا ہوں
نوازش نوازش عنایت عنایت میں بارِ کرم سے جھکا جا رہا ہوں
اِدھر اور اُدھر شش جہت تیری رحمت
دبا جا رہا ہوں دبا جا رہا ہوں

۲۴

یہاں کیفِ حضوری ہے دلوں میں تازگی سی ہے
عجب وارفتگی سی ہے عجب دل بستگی سی ہے
جنونِ بندگی ہے عجز ہے درماندگی سی ہے
خرد سے بے نیازی ہی یہاں دیوانگی سی ہے

وہ کیفیّت کہ مرہونِ تکلّم ہو نہیں سکتی
وہ محویّت کہ اپنے آپ سے بیگانگی سی ہے

مرے فکر و نظر ہیں دم بخود جلووں کی بارش سے
یہاں گم گشتگی کے ساتھ کچھ حیرانگی سی ہے

عبودیّت پہ اب میری ملائک رشک کرتے ہیں
خرد جس پر ہو قربان آج وہ دیوانگی سی ہے

مزیّن ہیں مرے قلب و نظر انوارِ عرفاں سے
فدا ہو جس پہ آرائش یہاں وہ سادگی سی ہے

۲۵

ہر لحظہ کرم اُن کا ہر لمحہ نوازش ہے
رحمت کی گھٹائیں ہیں انوار کی بارش ہے

ہیں شمعِ نبوّت کے پروانے ہی پروانے
اور گنبدِ خضرا سے جلوؤں کی نمائش ہے

میخانہ ہے کوثر کا آنکھیں ہیں مری ساغر
بھر بھر کے پلاتا ہے ساقی کی یہ بخشش ہے

کوتاہئ داماں کا شکوہ ہے یہاں ورنہ
کس درجہ فراخی ہے کس درجہ کشائش ہے

مجھ ایسا نہیں کوئی بے چارہ و ناکارہ
سنتے ہیں نکمّوں پر کچھ اور نوازش ہے

کیا طرفہ تقاضا ہے مجنونِ محبّت کا
آنکھیں ہیں بہت میلی دیدار کی خواہش ہے

موت آئے مدینے میں روزوں کے مہینے میں
یہ ایک تمنّا ہے شرقی کی یہ خواہش ہے

٢٦

میں بھی ہوں حاضرِ دربار رسُولِ عربی!

مرے آقا! مرے سردار! رسُولِ عربی!

بن کے آیا ہے بھکاری ترے دروازے پر

تیری رحمت کا طلبگار رسُولِ عربی!

ہو عطا مجھ کو بھی پاکیزگیٔ قلب و نظر

تیرا دربار ہے، دُربار! رسُولِ عربی!

حکم صادر ہو رہائی کا شفیعِ محشر!

میں ہوں عصیاں میں گرفتار، رسُولِ عربی!

تیری رحمت کے سہارے پہ چلا آیا ہے

بستۂ دامنِ سرکارؐ، رسُولِ عربی!

اپنے قدموں میں جگہ دیں تو عنایت ہوگی
زندگی ہوگئی دشوار، رسولِ عربی!

۲۷

اے عازمِ مدینہ! روشن ہو تیرا سینہ
جب ساحلِ عرب پر پہنچے ترا سفینہ
مجھ کو بھی یاد رکھنا! مجھ کو بھی یاد رکھنا!

آئے نظر تمھیں جب وہ رشکِ طورِ سینا
جب تشنگی بجھائیں بطحا کے جام و مینا
مجھ کو بھی یاد رکھنا! مجھ کو بھی یاد رکھنا!

مسجد کو آتے جاتے اے زائرِ مدینہ!
جب چومنے لگو تم منبر کا پہلا زینہ
مجھ کو بھی یاد رکھنا! مجھ کو بھی یاد رکھنا!

روضے کی جالیوں پر اے زائرِ مدینہ!
جس وقت چشمِ پُرنم بن جائے آبگینہ
مجھ کو بھی یاد رکھنا! مجھ کو بھی یاد رکھنا!

اُن کی نظر کے صدقے اے زائرِ مدینہ! محسوس جب کرو تم بخشش کا کچھ قرینہ

مجھ کو بھی یاد رکھنا! مجھ کو بھی یاد رکھنا!

دُرپر ترے ہو مرنا، در پر ترے ہو جینا" جب یہ دعا ہو لب پر اے زائرِ مدینہ!

مجھ کو بھی یاد رکھنا! مجھ کو بھی یاد رکھنا!

۲۸

پہنچ کے طیبہ ہمارا سلام کہہ دینا

تڑپ رہا ہے تمھارا غلام کہہ دینا

حکایتِ دلِ پُرسوز و ماجرائے فراق

حضورِ خواجۂ خیر الانام کہہ دینا

حضورؐ! گوشۂ چشمِ کرم کا طالب ہے

سرِ نیاز جھکا کر پیام کہہ دینا

ریاضِ روضۂ جنّت میں ہے جو نقشِ قدم
اسے ادب سے ہمارا سلام کہہ دینا

مدام طوقِ غلامی مرے نصیب رہے
یہ التجا ہے بصد احترام کہہ دینا

حضورؐ آپ کے قدموں میں میرا دم نکلے
ہو اس طرح کا کوئی انتظام کہہ دینا

اُنھی کے در کی غلامی پہ ناز ہے مجھ کو
اُنھی کا ذکر ہے ہر صبح و شام کہہ دینا

میں بے قرار ہوں بے چین ہوں یہاں رہ کر
وبالِ جاں ہے یہاں کا قیام کہہ دینا

۲۹

بیٹھے بیٹھے جو مدینہ مجھے یاد آتا ہے
قصۂ وادیٔ سینا مجھے یاد آتا ہے

جس کا ہر گوشہ ہے فردوسِ نظر میرے لیے
منظرِ شہرِ مدینہ مجھے یاد آتا ہے

مطلعِ نورِ علیٰ نور بنا قلبِ حزیں
نور و رحمت کا خزینہ مجھے یاد آتا ہے

دیکھ کر نورِ سحر تیری سہانی محفل
منظرِ صبحِ مدینہ مجھے یاد آتا ہے

دیکھ کر اپنے گناہوں کا پرانا دفتر
تیری رحمت کا قرینہ مجھے یاد آتا ہے
ناخدائی کے تری رحمتِ عالم! صدقے
اپنا کمزور سفینہ مجھے یاد آتا ہے
رحمتِ عام تری اور ندامت میری
اپنی بخشش کا قرینہ مجھے یاد آتا ہے

۳۰

میں قتیلِ شیوۂ عبدیت میں شہیدِ نورِ جمال ہوں
میرے خواجہؐ! میں وہ غلام ہوں کہ غلامِ عشقِ بلالؓ ہوں
تری بخششوں کے طفیل ہے مری جنسِ جرم گراں بہا
تری رحمتیں ہیں تلاش میں میں وہ گنجِ اثم و ضلال ہوں

تری نسبتوں سے عزیز ہوں مجھے فخر ہے کہ فقیر ہوں
نہ ہوس ہے جاہ و جلال کی نہ حریصِ مال و منال ہوں

ترا جلوہ قلب و نگاہ میں ترا عکس شام و پگاہ میں
ترا نور مہر میں ماہ میں، میں کلیمِ طورِ جمال ہوں

ترا خلق خلقِ عظیم ہے ترا لطف لطفِ عمیم ہے
تری بخششوں کے حضور میں بہ ادب سراپا سوال ہوں!

مرا خواب مرکزِ نور تھا کہ مثیلِ جلوۂ طور تھا
وہ کمالِ کیف و سرور تھا کہ ہنوز محوِ جمال ہوں

۳۱

میں آپ بھی حیرت میں ہوں اس بوالعجبی سے
اسباب بنے جاتے ہیں خود بے سببی سے

خود اپنے غلاموں کے وہؐ ہوتے ہیں نگہباں
ہے فیضِ اویسیؓ مجھے اُمّی لقبیؐ سے

سائل کو بلا لیتے ہیں از راہِ کرم وہؐ
بخشش ہی تو مقصود ہے میری طلبی سے

جچتی نہیں نظروں میں مرے شاہوں کی شاہی
ہے عہدِ غلامی کا رسوؐلِ عربی سے

دیکھو نہ حقارت سے مجھے دیکھنے والو!
نسبت ہے مجھے ہاشمیؐ و مطّلبی سے

چھوٹے نہ مرے ہاتھ سے دامانِ عقیدت
اللہ بچائے مجھے بُولہبی سے!

۳۲

قربان نگاہِ رحمت کے جب لطف و کرم فرماتے ہیں
تحریک سی دل سے اٹھتی ہے اسباب بھی خود بن جاتے ہیں
ہاں فقر سے میں شرماتا نہیں اور ہاتھ کبھی پھیلاتا نہیں
پیغام بھی خود بھجواتے ہیں خود زادِ سفر دلواتے ہیں
پھر غیب سے کوئی آتا ہے اور زادِ سفر دے جاتا ہے
یوں مجھ پہ نوازش ہوتی ہے یوں مجھ پہ کرم فرماتے ہیں
کچھ حسنِ عمل بھی پاس نہیں بے مایہ بھی ہوں ناچیز بھی ہوں
یہ فیض درودِ پاک کا ہے سرکار مجھے بلواتے ہیں

اقرار گناہوں کا کر کے جب چشمِ ندامت روتی ہے

تسکین سی دل کو ہوتی ہے سب داغ مرے دھل جاتے ہیں

واں جود کا دریا بہتا ہے اک کیف سا طاری رہتا ہے

ہر ایک کی بگڑی بنتی ہے دکھ درد وہاں مٹ جاتے ہیں

۳۳

پھر شمعِ حرم ہے اور پروانے پہ پروانہ

پھر طوفِ حرم میں ہے دیوانے پہ دیوانہ

پھر اُن کے کرم سے ہے سجدوں کا شرف حاصل

پھر میری جبیں ہے اور سنگِ درِ جانانہ

حیراں ہیں ملائک بھی مجنونِ عبادت پر

وارفتہ و شیدا ہے دیوانے کا فرزانہ

کام آہی گیا میرے پھر لطف و کرم اُن کا
پھر میرے درودوں کا مقبول ہے نذرانہ

نادم ہے گناہوں پر سائل جو ترے در پر
ہیں اس کے تعاقب میں الطافِ کریمانہ

پیتا ہوں پلاتا ہوں میں جام محبّت کے
ہیں قلب و نظر میرے اک کیف کا میخانہ

ذی زرع نہیں لیکن اعجازِ خلیلیؑ ہے
ہے اُن کی دعاؤں سے آباد یہ ویرانہ

۳۴

میں ہوں اور تیرا حرم ہے تیری بزمِ ناز ہے!
میری چشمِ تر بھی شاید آشنائے راز ہے

عجز ہے درماندگی ہے اور جنونِ بندگی
تیرے بندوں کو اسی دیوانگی پر ناز ہے

ایک ہی جذبہ ہے سب کا ایک ہی سب کا لباس
لب پہ ہے لبّیک سب کے، ایک ہی آواز ہے

گھومتے ہیں، جھومتے ہیں، چومتے ہیں سنگِ در
کیا نرالا تیرے دیوانوں کا یہ انداز ہے

تیرے در سے بادشاہوں کو ملا کرتی ہے بھیک
تیری چوکھٹ پر گنہگاروں کا سر افراز ہے

بندگی کی سرحدوں سے آملی دیوانگی
ایک کی ہے انتہا اور ایک کا آغاز ہے

ہے نگونساری میں یاں رازِ عروجِ زندگی
جتنا اس در پہ جھکا اتنا ہی سرافراز ہے

بتکدہ ان کی رضا سے کعبۃُ اللہ بن گیا
درحقیقت یہ رسولؐ اللہ کا اعجاز ہے

۳۵

فضا میں کیف ہے اور کیف میں سرور سا ہے
یہ سارا فیض، میں قرباں میرے حضورؐ کا ہے
مدینہ ہے کہ خزینہ متاعِ نور کا ہے
ہر ایک جلوہ مدینے کا، جلوہ طور کا ہے

بیانِ جلوۂ حسنِ مدینہ ناممکن
بقدرِ ظرفِ نظر جلوہ اُن کے نور کا ہے

ترے طفیل سے حق الیقین تک پہنچا
یہ اوج اور یہ رتبہ مرے شعور کا ہے

اُنھی کے ذمّے ہے ہر دو جہاں کی سیرابی
ابل رہا ھے جو چشمہ وہ ان کے نور کا ھے

جلائے گی اسے دوزخ کی آگ؟ ناممکن
غلامِ خاص جو سب سے بڑے غیور کا ھے

خوشا نصیب تصوّر ہے اُن کے جلووں کا
دلِ عزیزؔ بھی ھم پایہ کوہِ طور کا ھے

۳۶

تیرے گھر کی خیر، یارب! تیرے دیوانوں کی خیر!
ذوق وشوقِ بندگی میں مست مستانوں کی خیر!

شوق ایسا والہانہ ایک پر گرتا ہے ایک
جلوۂ شمعِ حرم کی، اس کے پروانوں کی خیر!

لغزشوں سے بچ رہے ہیں مست ہیں ہشیار ہیں
بندگی کی حد پہ قائم، ایسے فرزانوں کی خیر!

توڑ کر سارے علائق مال و زر اولاد کے
تیرے در پر آ پڑے ہیں ایسے مہمانوں کی خیر!

بانیٔ کعبہ کی صورت میں بھی کرتا ہوں دعا
یارب! ان بے زرع ویرانوں بیابانوں کی خیر!

میٹھے میٹھے دردِ دل کی خیر ہو یارب! مرے
چشمہائے تر کے اِن لبریز پیمانوں کی خیر!

بتکدہ قوم و وطن کا، بت نئے بت گر نئے
خیر ہو انسانیت کی، سارے انسانوں کی خیر!

قومیت باقی رہی اور قبلۂ اوّل گیا
خیر ہو اسلام کی سارے مسلمانوں کی خیر!

دشمنانِ دینِ حق کی نیّتوں میں ہے فتور
طیبہ و بطحا کی اور اُس کے نگہبانوں کی خیر!
یورشِ اعدائے دیں ہے تیرے گھر کی تاک میں
تیرے گھر کی خیر ہو، اس کے شفاخانوں کی خیر!
سرخ آندھی کی ہے زد میں اُمّتِ مرحوم آج
خیر پاکستان کی، سارے مسلمانوں کی خیر!
سوشلسٹوں کے جلو میں علم کا اکبر حجاب
خوار ہوں دشمن خدایا! اور مسلمانوں کی خیر!
ہو کے مسلم، تک رہے ہیں جانبِ اغیار جو
ہو نصیب اُن کو بصارت ایسے نادانوں کی خیر!
بیکسانِ ہند کی فریاد سن ربِّ کریم!
خیر ہو کشمیر کی، ہندی مسلمانوں کی خیر!

شمع جب نورِ محمدؐ کی کہیں روشن ہوئی
جان آکر پیش کر دی ایسے پروانوں کی خیر!

اک طرف دشمن ہنود اور اک طرف دشمن یہود
خیر ہو اسلام کی، سارے مسلمانوں کی خیر!

موت آجائے مدینے میں شہادت ہو نصیب
یا الٰہی! میرے ان معصوم ارمانوں کی خیر!

۳۷

غیروں کی شکایت ہے نہ اپنوں سے گلہ ہے
یہ شامتِ اعمال ہے جو کچھ کہ ہوا ہے

لینن کے پرستار ہوئے عالم و مفتی
اپنوں ہی نے اسلام کا گھر لوٹ لیا ہے

دشمن کے سہارے سے جو اُٹھے گا گرے گا
سچ یہ ہے کہ دشمن سے توقع ہی خطا ہے
ناداں ہیں عدو کو جو سمجھتے ہیں بہی خواہ
حالاں کہ عدو دشمنِ ایمان و خدا ہے
اللہ سے رخ پھیرا ہے اغیار کی جانب
یوں نصرتِ حق نے بھی ہمیں چھوڑ دیا ہے
کافی ہے مسلماں کو فقط رشتۂ اسلام
جو قوم، وطن، نسل کے رشتوں سے جدا ہے
بہکایا تھا شیطان نے اس راہ سے ہم کو
آغازِ مصیبت کا اسی سے تو ہوا ہے
الغائے خلافت سے ہی بدلی ہے یہ تاریخ
پھسلا جو مسلماں تو پھسلتا ہی گیا ہے

ہر ازم سے توبہ کرو، لوٹ آؤ خدارا!
دل درد سے اخلاص سے دیتا یہ صدا ہے

منہاجِ نبوّت پہ جو قائم ہو خلافت
اِس دورِ سیاست کی یہی ایک دوا ہے

توبہ کی طرف تو کوئی مائل نہیں ہوتا
کون ان کو بتائے درِ توبہ بھی کھلا ہے

لوٹ آئیں اگر اس کی طرف آج مسلماں
تیّار برسنے کو مدینے کی گھٹا ہے

ہے وقت کرو پیروئ حضرتِ شبّیرؓ
درپیش پھر اب معرکۂ کرب و بلا ہے

۳۸

اپنی نگہ میں رکھیے حضورؐ! اِس غلام کو
پھر بھی بلائیے گا ضرور اِس غلام کو

تیرے سوا تو اِس کا کوئی آسرا نہیں
کیجیے نہ اپنے پاس سے دُور اِس غلام کو

اِس کی بساط کیا ہے کہ بے پردہ دیکھ لے
کافی ہے تیرا جلوۂ طور اِس غلام کو

پیمانے دونوں آنکھوں کے لبریز ہو گئے
بخشا ہے ایسا کیف و سرور اِس غلام کو

قلب و نگاہ میرے منوّر ہیں سر بسر
بخشا گیا ہے نور ہی نور اِس غلام کو

ایک آرزو ہے ایک تمنّا بس اک دعا
پھر بھی بلائے ربّ غفور اِس غلام کو

۳۹

جمگھٹا دیکھ کے در پر تیرے دیوانوں کا
جوش میں آگیا دریا مرے ارمانوں کا
دیکھ کر جذبہ تری شمع کے پروانوں کا
بڑھ گیا جوشِ جنوں اور بھی دیوانوں کا
کوئی والی، کوئی وارث ہی نہیں تیرے سوا
ہم گنہگاروں کا اور بے سر و سامانوں کا
ملتزم پر ابھی پہنچا ہی تھا دل بھر آیا
جام لبریز ہوا آنکھوں کے پیمانوں کا

بتکدہ ہی تھا مگر تیری رضا نے اس کو
مرکز و کعبہ بنا ڈالا مسلمانوں کا!
دیکھ کر لٹتے ہوئے رحمت و بخشش تیری
بحرِ ذخّار اُمڈ آیا ہے انسانوں کا
ہیچ ہے عظمتِ شاہی بھی نظر میں ان کی
مرتبہ ہے بہت اونچا ترے دربانوں کا

۴۰

جذبۂ حُبِّ نبیؐ نے مجھے گرمایا ہے
مجھ گنہگار کی دولت یہی سرمایا ہے
پا لیا اس نے خداوند کو توّاب و رحیم
جو پہنچ کر تیرے دروازے پہ شرمایا ہے

ہو گئے قلب و نظر میرے منوّر دونو
دُور سے گنبدِ خضرا جو نظر آیا ہے

جو بھی پہنچے گا شفاعت کا سہارا لے کر
اُس کی بخشش ہے" یہی آپؐ نے فرمایا ہے

ہے یقیں بخشش و رحمت کا مجھے اس در سے
میرے مولاؐ نے مدینے مجھے بلوایا ہے

جب تشہّد میں اٹھی میری نظر اُن کی طرف
جلوۂ نورِ علےٰ نور نظر آیا ہے

کوئی شے بھی مجھے گمراہ نہیں کر سکتی
میرے سر پر تری رحمت کا اگر سایا ہے

التفاتِ نگہِ چشمِ کرم سے اکثر
آنکھیں پُرنم ہوئیں دل درد سے بھر آیا ہے

۴۱

عجیب نقشہ ہے اس کے گھر کا جمال بھی ہے جلال بھی ہے
نہیں ہے کوئی شریک اس کا وہ ذاتِ حق بے مثال بھی ہے

ورائے عقل و خرد ہے منظر تم اس کو دیوانگی نہ سمجھو
مقامِ معراجِ بندگی ہے عبودیت کا کمال بھی ہے

ہے طالبِ عفو شرمساری عنایتیں مائلِ کرم ہیں
گناہگاروں کو اس کی رحمت پہ ناز بھی انفعال بھی ہے

تجھی سے توفیق مانگتا ہوں کٹھن ہیں اس زندگی کی راہیں
عمل کی کوتاہیاں ہیں رہزن، گناہ کا احتمال بھی ہے

ہوا ہے بخشش کا میری ضامن "لَوْ اَنَّھُمْ" کا رحیم فرماں
حضورِ رحمت کھڑا ہوں نادم دراز دستِ سوال بھی ہے

۴۲

اک بحرِ بیکراں ہے جمالِ حضورؐ پاک
آنکھوں کو چند جلوے نظر آ کے رہ گئے

بے پردہ کون دیکھ سکے گا ترا جمال؟
جبکہ کلیمؑ طور پر غش کھا کے رہ گئے

ہے ابتدائے مرحلۂ شاہِؐ دو جہاں
جبریلؑ باوقار جہاں جا کے رہ گئے

تابِ جمال لا نہ سکا میں گناہگار
جلوے مری نگاہ کے پاس آ کے رہ گئے

بخشے گئے ہیں شانِ کریمی کے فیض سے
عاصی ترے حضور جو شرما کے رہ گئے!

۴۳

حسیں ہو گئیں جو جمالِ نبیؐ سے
ہوں ان کا فدائی و شیدا کبھی سے

مدینے کی گلیوں کے قربان جاؤں!

جہاں آتے جاتے تھے سرکارِ والا　　تھا لکھا مقدّر میں جن کے اجالا

مدینے کی گلیوں کے قربان جاؤں!

معطّر معطّر، منوّر منوّر　　فروزاں فروزاں، معنبر معنبر

مدینے کی گلیوں کے قربان جاؤں!

بہت ٹھنڈی ٹھنڈی بہت خوبصورت　　محبّت کی پروردہ الفت کی مورت

مدینے کی گلیوں کے قربان جاؤں!

امیں اُن کے نقشِ قدم کی ہیں اب تک　　وہ رُوکش بہشت وارم کی ہیں اب تک

مدینے کی گلیوں کے قربان جاؤں!

اُحد اور قُبا کی فضا کے مَیں صدقے!　　دیارِ حبیبؐ خدا کے مَیں صدقے!

مدینے کی گلیوں کے قربان جاؤں!

۴۴

حضورِ پاک کے در پر غلام آئے ہیں
نیاز و عجز کا مظہر سلام لائے ہیں

گناہگار و خطا کار ہو کے شرمندہ
تری جناب میں خیرالانام! آئے ہیں

ترے کرم سے ہے مشروط اس جگہ توبہ
اسی وسیلے کی خاطر غلام آئے ہیں

ترے حضور میں آ کر جو ہو گئے نادم
انھی کے حصّے میں بخشش کے جام آئے ہیں

تمھارے ذکر کی مجلس جہاں ہوئی قائم
فرشتے لے کے درود و سلام آئے ہیں

عطا ہو دُردِ تہِ جامِ ساقیٔ کوثر!
بہت ہی دُور سے یہ تشنہ کام آئے ہیں!

۴۵

ھر وقت تصوّر ہے ایوانِ محمّد کا
پھر پیشِ نظر جلوہ ہے شانِ محمّد کا

وہ منبعِ رحمت ہے وہ شہرِ محبّت ہے
دریا ہے وہاں جاری فیضانِ محمّدؐ کا

دربارِ مدینہ کی تعریف نہیں ممکن
فردوس ہے اک گوشہ ایوانِ محمّدؐ کا

خورشیدِ قیامت کا کچھ خوف نہیں مجھ کو
ہے سر پہ مرے سایہ دامانِ محمّدؐ کا

کونین کی رحمت کے سب جلوے نظر آئے
جب جام پیا میں نے عرفانِ محمّدؐ کا

مجھ ایسا فرومایہ دربار میں حاضر ہے
اک ادنیٰ کرشمہ ہے فیضانِ محمّدؐ کا

۴۶

اللہ رے یہ عظمت و رفعت ترے گھر کی
معراج میسّر ہے مجھے ذوقِ نظر کی

حاجت ہے مجھے جاہ کی نے لعل و گہر کی
پاکی ہو عطا مجھ کو فقط قلب و نظر کی

دھلوائی گئی دفترِ عصیاں کی سیاہی
رحمت کو پسند آئی ادا دیدۂ تر کی

وہ جنس کہ نایاب ہے احسان و یقیں ہے
صحبت سے ملا کرتی ہے وہ اہلِ نظر کی

کھوئے ہوئے رہتے ہیں فقط کیفِ جنوں میں
ہے شان ہی کچھ اور یہاں اہلِ خبر کی

بلوایا گیا مجھ سا بھی بے مایہ و ناچیز
اعجاز نمائی ہے عنایت کی نظر کی
مستی کے سمندر میں ہوئے ہوش و خرد غرق
کچھ ہم کو خبر ہی نہیں اب شام و سحر کی

۴۷

نگاہِ لطف سے قائم بھرم ہے
ہماری زندگی اُن کا کرم ہے
خطاؤں پر عطائیں چھا رہی ہیں
نوازش پر نوازش ہے کرم ہے
خوشا قسمت! مجھے حاصل ہے معراج
جبیں میری ہے اور نقشِ قدم ہے
ہر اک ذرّہ یہاں کا نور افشاں
ہر اک کوچہ یہاں رشکِ ارم ہے
نہیں جچتی مری آنکھوں میں جنّت
مرے پیشِ نظر اُن کا حرم ہے
تلاطم خیز ہے کیفِ حضوری
دلوں میں سوز ہے آنکھوں میں نم ہے

پروئے نعت کے موتی ادب سے	مرا زورِ قلم فیضِ حرم ہے

کرے پورا جو پیمانِ محمدؐ	تو پھر اس کے لیے لوح و قلم ہے

اسے دے توڑ ضربِ لا الٰہ سے

جہانِ آرزو تیرا صنم ہے

۴۸

مری سجدہ گاہ تری زمیں یہ بڑے نصیب کی بات ہے

ترے نقشِ پا پہ مری جبیں یہ بڑے نصیب کی بات ہے

مری روح کیف سے پُر ہوئی مری آنکھیں طورِ جمال ہیں

مرے قلب کو ہے سکوں یہیں یہ بڑے نصیب کی بات ہے

تری خاکِ در مرا تاج ہے مجھے اپنے بخت پہ ناز ہے

ہوں قدومِ پاک سے میں قریں یہ بڑے نصیب کی بات ہے

تو رؤوف ہے تو رحیم ہے تری بارگاہ کریم ہے
ترا در ہے جس پہ نہیں نہیں، یہ بڑے نصیب کی بات ہے

ترے در پہ آیا ہوں عفو خواہ میرے ساتھ ہیں مرے دو گواہ
مری چشمِ تر مری آستیں، یہ بڑے نصیب کی بات ہے

میں گنہگار تو ہوں مگر مرے خواجہ! رحمتِ عالمیں!
ہوں غلامِ شافعِ مذنبیں، یہ بڑے نصیب کی بات ہے

یہاں ذکرِ رنج و الم نہیں یہاں فکرِ بیش اور کم نہیں
یہاں کوئی دنیا کا غم نہیں یہ بڑے نصیب کی بات ہے

ہے عروجِ فکر و نظر یہاں، ہے سکونِ قلب و جگر یہاں
ہیں صفات خلد کی سب یہیں یہ بڑے نصیب کی بات ہے

جسے چاہا در پہ بلا لیا، جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ ہے فیضِ رحمتِ عالمیں یہ بڑے نصیب کی بات ہے

جنھیں خود حضورؐ بلائیں گے انھیں رنج و غم سے چھڑائیں گے
وہی بخشے جائیں گے بالیقیں یہ بڑے نصیب کی بات ہے

کہاں مجھ سا عاصی و پُر خطا کہاں آستانِ حبیبؐ حق
کہاں پہنچا مجھ سا یہ کمتریں یہ بڑے نصیب کی بات ہے

۴۹

اللہ اللہ! تیرے دیوانوں کی شانِ بندگی
کتنی دلکش اور حسیں ہے داستانِ بندگی!

سر بسجدہ ہیں یہاں پر عارفانِ بندگی
کھنچ کے کعبے میں سمٹ آئی ہے جانِ بندگی

کل فرشتوں کو خلافت میں تھا جس کی کچھ کلام
دیکھ کر حیران ہیں وہ آج آنِ بندگی

ہیں کفن بردوش دیوانے جنونِ شوق میں
نغمۂ لبّیک ہے ان کا نشانِ بندگی

رومی و شامی بھی ہیں اور اسود و احمر بھی ہیں
یک زباں ہیں سب یہاں پر نغمہ خوانِ بندگی
قافلہ سالار نے حجّت جہاں پر ختم کی
کعبۃ اللہ کو بنا کر پاسبانِ بندگی
خوشہ چیں ہیں سب عرب والے عجم والے یہاں
کس قدر پھیلا ہوا ہے تیرا خوانِ بندگی
اُس کے ہم قربان جس نے راہ دکھلائی ہمیں
جس کی سنّت پر رواں ہے کاروانِ بندگی!
قافلہ سالار کی سنّت نگہبان بن گئی
مطمئن ہیں ہر طرف سے رہروانِ بندگی

سینکڑوں طوفاں مرے رستے میں گو حائل ہوئے
کھینچ ہی لایا یہاں تک بادبانِ بندگی!

۵۰

میں پہنچا ہوں دیکھو کہاں؟ اللہ اللہ! — زمیں ہے یہاں آسماں اللہ اللہ!
ہے نورِ حقیقت نشاں اللہ اللہ! — کرے گی زباں کیا بیاں؟ اللہ اللہ!
منوّر ہیں قلب و نظر جس ضیاء سے — ہے گنبد سے وہ ضوفشاں اللہ اللہ!
وہ "مابینَ بیتی و منبر" کی عظمت — پُر انوار وہ جالیاں اللہ اللہ!
یہ نقشِ قدم ہے وہ محراب و منبر — ہے محفوظ اک اک نشاں اللہ اللہ!
قباء کی تجلّی احد کے مناظر — ہر اک کوچہ رحمت نشاں اللہ اللہ!
کہیں نور و رحمت کے جلووں کی بارش — کہیں گریۂ عاصیاں اللہ اللہ!
امڈ آئے آنکھوں میں الفت کے آنسو — مرے قلب کی گرمیاں اللہ اللہ!

زباں رک گئی جا کے حدِ ادب پر
بنی چشمِ تر ترجماں اللہ اللہ!

۵۱

چھپائے پھرتا ہوں حُبِّ نبیؐ کو سینے میں
مدینہ دل میں ہے، دل ہے مرا مدینے میں
گہر ہے چشمِ ندامت کے آبگینے میں
میں لے کے آیا ہوں تحفہ یہی مدینے میں
رہوں مدینے میں آئے قضا مدینے میں
یہیں کے مرنے میں لطف اور یہیں کے جینے میں
حضورِ شافعِ محشرؐ سجا کے لاتے ہیں
گہر کو چشمِ ندامت کے آبگینے میں

اشارہ پاتے ہی "لَا تَقنَطُوا" کی آیت کا
سوار ہو گیا رحمت کے مَیں سفینے میں
خزاں رسیدہ تھی دنیا حضورؐ سے پہلے
بہار آگئی رحمت کی اِس مہینے میں

۵۲

ترے نام سے مری ابتدا ترا فضل مقصد و منتہا
مری ابتدا کا مقام ہے ترے فضل کی نہیں انتہا
تجھے پا سکوں ترا بن سکوں یہی بندگی ہے یہی جنوں
ہے قدم قدم یہی آرزو ہے نفس نفس یہی التجا!
مجھے فخر ہے کہ فقیر ہوں تری نسبتوں سے امیر ہوں
تری یاد میرا خزینہ ہے ترا ذکر ہے مجھے کیمیا

تو غیور ہے تو کریم ہے، تو رؤوف ہے تو رحیم ہے
ترا ذکر ذکرِ بلند ہے، تری ذات سرورِ انبیاؑ

نہیں قیل و قال سے کچھ غرض مرا اپنا ایک اصول ہے
مرا مقتدیٰ ہے ترا عمل، مرا مدّعا ہے تری رضا

تو مطاع ہے تو امین ہے، تو شفیعِ یومِ عظیم ہے
مجھے آخرت پہ یقین ہے ترا اُسوہ ہے مرا رہنما

۵۳

ترے نام سے ہے سکونِ دل، ترا ذکر وجہِ قرار ہے
تری یاد میں جو بسر ہوئی، وہی زندگی کی بہار ہے

تجھے زیب دیتی ہے دلبری، تری ذات زینتِ سروری
مرا دل بھی تجھ پہ فدا ہوا مری جاں بھی تجھ پہ نثار ہے

نہیں شوق جاہ و جلال کا، نہیں حرص مال و منال کی
تری خاکِ در مرا تاج ہے، مرا فخر میرا وقار ہے

ترے در پہ آ کے پتہ چلا کہ غنی ہے تیرا ہر اک گدا
تری رحمتیں تری بخششیں، ترا فیض صبحِ بہار ہے

کبھی ذوق و شوق سے گھومنا کبھی سنگِ در ترا چومنا
مری زندگی کی یہ ریت ہے، مری بندگی کا شعار ہے

۵۴

اگر مجھ پر نگاہِ سرورِ ذی شان ہو جائے
خدا شاہد ہے ہر مشکل مری آسان ہو جائے

پہنچ جاؤں مدینے تک کوئی سامان ہو جائے
خوشا قسمت! اگر پورا مرا ارمان ہو جائے

پہنچتے ہی مدینے میں تمنّا ہے مرے دل کی
فرشتہ موت کا آ کر مرا مہمان ہو جائے

میں سمجھوں گا حیاتِ جاوداں حاصل ہوئی مجھ کو
یہ جسم و جاں وہاں جا کر اگر قربان ہو جائے

اگر وہ خواب میں آ کر رخِ انور دکھا جائیں
مرا دل عمر بھر کو مشعلِ فاران ہو جائے

ہوں میں بھی ایک خادم آپ کا اے ساقیٔ کوثر
عطا مجھ کو بھی اک جامِ مئے عرفان ہو جائے

میں اس در کو نہ کیوں پھر قاسمِ جود و سخا جانوں
پہنچ کر ہر گدا اس در پہ جب سلطان ہو جائے

شہنشہ بھی کریں گے رشک پھر تیری گدائی پر
جو دل سے تو غلامِ بوذر و سلمان ہو جائے

تری چشمِ کرم سے ہو اشارہ جب شفاعت کا
قیامت کا مجھے ہر مرحلہ آساں ہو جائے

۵۵

کہوں کس سے حالِ دلِ حزیں میرا کوئی تیرے سوا نہیں
بخدا نہیں بخدا نہیں بخدا نہیں بخدا نہیں

تری اک نگاہِ کرم پہ ہے مرے بخت و دل کا معاملہ
کوئی چارہ گر میرے درد کا تری رحمتوں کے سوا نہیں

نہ سکون ہے نہ قرار ہے مجھے کیا جو فصلِ بہار ہے
ترے در سے دور رہوں اگر مری زندگی میں مزا نہیں

بڑا فرق ہے مرے ہمسفر! تری سوچ میں مری فکر میں
ہے نماز جس کی قضا تو ہے ہے نگاہ جس کی قضا نہیں

تری نعمتیں ہیں ہزار ہا مگر ان میں وقت ہے بے بہا
یوں تو نعمتیں ملیں بار ہا گیا وقت پھر سے ملا نہیں

کہوں دل کی بات میں چارہ گر! ترا غم ہے مجھ کو عزیز تر
نہ بڑھائے لذّتِ درد جو مرے درد کی وہ دوا نہیں

بڑے صبر کا ہے یہ مرحلہ، بڑے حوصلے کا مقام ہے
ترے لب پہ آئے نہ اُف کہیں، رہِ عشق میں یہ روا نہیں

ترا عکس مہر میں ماہ میں، ترا جلوہ شام و پگاہ میں
نہ رہین ہو ترے نور کی، کوئی ایسی صبح و مسا نہیں

مجھے پوچھتے ہیں بتاؤں کیا شرفِ حضوری و کیف ہے
کہ کچھ ایسا کھویا گیا ہوں میں مجھے اپنا کوئی پتہ نہیں

۵۶

اے کاش بلا لیں مجھے سرکارِ مدینہ
پھر جا کے میں دیکھوں در و دیوارِ مدینہ

پیتا ہی رہوں بادۂ انوارِ مدینہ
احباب پکاریں مجھے سرشارِ مدینہ

قربان کروں قلب و نظر، صدقے کروں جاں
جب آئیں نظر دُور سے آثارِ مدینہ

میں سرمہ بنا کر اسے آنکھوں سے لگاؤں
مل جائے جو خاکِ درِ دربارِ مدینہ

میں تیرے غلاموں کے غلاموں کا ہوں چاکر
آقا! مرے مولا! مری سرکارِ مدینہ!

روشن ہیں مرے قلب و نظر ان کی ضیاء سے
اللہ رے اضیا پاشئ انوارِ مدینہ

جلووں کے لیے شرط ہے واں چشمِ عقیدت
ہر ایک پہ کھلتے نہیں اسرارِ مدینہ

۵۷

طیبہ کی حاضری کے لو ساماں ہو گئے
تھے جتنے مرحلے سبھی آسان ہو گئے

پھر رحمتوں کے صدقے میں اے رحمتِ تمام!
پورے گناہگار کے ارمان ہو گئے

راندے گئے جو راہ سے تیری ذرا ہٹے
بخشے گئے جو تابعِ فرمان ہو گئے

اونٹ اور بکریاں جو چراتے تھے وہ عرب
تیرے طفیل حاملِ قرآن ہو گئے

بخشش کا مژدہ ان کو ہے بعد از گناہ جو
تیرے حضور آ کے پشیمان ہو گئے

وہ لوگ جو تھے مفلس و محتاج و بے نوا
پہنچے ترے حضور تو سلطان ہو گئے

رہزن سے رہنما تو غلاموں سے پادشاہ
تیری نظر سے بوذرؓ و سلمانؓ ہو گئے

۵۸

رحمتِ عالمؐ کا مجھ کو پھر پیام آ ہی گیا
بخشش و رحمت کا مژدہ میرے نام آ ہی گیا

بے شمار اُن پر سلام اور بے شمار اُن پر درود
رات دن کا یہ وظیفہ میرے کام آ ہی گیا
میری امیدوں کی منزل جگمگانے لگ گئی
آرزوؤں کا میری ماہِ تمام آ ہی گیا!
دیکھ کر میری ندامت اُٹھی رحمت کی گھٹا
دیکھ کر میرا جنوں گردش میں جام آ ہی گیا
کاسۂ چشمِ ندامت لے کے حیران و حزیں
ساقیٔ کوثر کے در پر تشنہ کام آ ہی گیا
کھینچ لائی اُن کی رحمت مجھ سا بے مایہ فقیر
جذبۂ عشقِ نبیؐ آخر تو کام آ ہی گیا
داخلِ جنّت ہوں سب کے سب بہ فیضانِ رسولؐ
عاصیوں کے واسطے یہ اذنِ عام آ ہی گیا

۵۹

پھر اب کے چمک اٹھا ہے قسمت کا ستارا
پھر پیشِ نظر ہے مرے طیبہ کا نظارا

پھر آیا میرے نام مدینے سے بلاوا
پھر ان کی غلامی نے دیا مجھ کو سہارا

رحمت نے تری جوش میں آ کر شہِ عالم!
بخشش کے لیے میرے گناہوں کو پکارا

ہے قلب کی تسکین ترے روضے کا جلوہ
اور روح کی راحت ترے گنبد کا نظارا

ہر موجِ ہوا آتی ہے یاں باغِ ارم سے
ہر ذرّہ مدینے کا مری آنکھ کا تارا

لِلّٰلہ کوئی یہ ملک الموت سے کہہ دے
مل جائے مدینے میں مجھے آکے خدارا
جو کچھ بھی ہے ملنا وہ ملے گا اِسی در سے
اِس در کے سوا کوئی نہیں اور ہمارا
نسبت تو ذرا سی ہے، مگر مہرِ درخشاں
میں ذرّۂ ناچیز سہی، ہوں تو تمھارا!

۶۰

مدینے پھر بلائے جا رہے ہیں
نظر آثارِ بخشش آ رہے ہیں
نگاہِ لطف یوں فرما رہے ہیں
کہ خود اسباب بنتے جا رہے ہیں
دل و دیدہ ازل سے باوضو ہیں
نگاہ و قلب صدقے جا رہے ہیں
غلامی کے سہارے جی رہے ہیں
ترے صدقے میں سب کچھ پا رہے ہیں

درودِ پاک ہی زادِ سفر ہے
اِسی سے آ رہے ہیں جا رہے ہیں

سوالی ہیں عرب کے اور عجم کے
مرادیں اپنی اپنی پا رہے ہیں

سلامی کے لیے ہر لحظہ ہر دم
فرشتے آ رہے ہیں جا رہے ہیں

ثنیاتِ وداعی پر ہیں قرباں
بنی نجّار نغمے گا رہے ہیں

شفاعت مجھ پہ واجب ہو گئی ہے
مرے آقا مجھے فرما رہے ہیں!

۶۱

منظرِ صبحِ مدینہ کی ضیاء کیا کہنا
مہکی مہکی ہوئی جنّت کی ہوا کیا کہنا

بے پیے مست ہیں میخانۂ طیبہ کے فقیر
نشۂ بادۂ کوثر کا مزا کیا کہنا!

دُور سے پہلے پہل گنبدِ خضرا کا ظہور
شوق کی پہلی نظر صلِّ علیٰ! کیا کہنا!

ان کی رحمت کا کبھی اپنے گناہوں کا خیال
آنکھیں اشکوں سے ہیں تر لب پہ دعا کیا کہنا

حرمِ پاک سے جانا تیری سنّت کے طفیل
تیرے دیوانوں کا ہر صبح قبا کیا کہنا

بابِ رحمت پہ علی الصّبح ہجومِ عشّاق
کیف انگیز مؤذّن کی صدا کیا کہنا!

حرمِ پاک میں ہر سمت ملے مینا بدوش
لطف پینے کا پلانے کی ادا کیا کہنا!

یادِ ایّام کہ گزرے ہیں مدینے میں مرے
حاصلِ عمر ہیں وہ صبح و مسا کیا کہنا!

زندہ ہو جاؤں ہمیشہ کے لیے ہیں واللہ!
میری آئے جو مدینے میں قضا کیا کہنا!

۶۲

پھیلائے ہوئے جھولی ترے در پہ کھڑا ہوں
محتاجِ نگاہِ کرم و لطف و عطا ہوں
جیسا بھی ہوں جو کچھ بھی ہوں، اچھا ہوں، برا ہوں
منسوب کسی اور سے ہوں گا نہ ہوا ہوں
عاصی ہوں خطا کار ہوں میں عفو کا طالب
نادم ہوں ترے قدموں میں میں آ کے گرا ہوں
خواہاں ترے دربار میں بخشش کا شب و روز
طالب تری رحمت کا میں ہر صبح و مسا ہوں

ہو ایک نگاہ مجھ پہ بھی از راہِ شفاعت
طیبہ کے غلاموں کے غلاموں کا گدا ہوں

اے مسجدِ عالی! تری رونق پہ ہوں قربان
اے گنبدِ خضرا! ترے جلووں پہ فدا ہوں

آتی ہے صدا مجھ کو مصلّائے نبیؐ سے
چوموا کہ میں محبوبؐ کا نقشِ کفِ پا ہوں

ہوں اُن کے غلاموں کے غلاموں کا بھی چاکر
کیا پوچھتے ہو مجھ سے کہ میں کون ہوں کیا ہوں؟

۶۳

شہرِ طیبہ کی محبّت کا عجب اعجاز ہے
شوق میرا مجھ سے پہلے مائلِ پرواز ہے

میں قتیلِ عبدیت ہوں اور شہیدِ لاالٰہ
گوشۂ چشمِ کرم کا فیض ہے اعجاز ہے

جس کی نسبت کے سہارے نے کیا ہے مطمئن
اس کی نسبت کا شرف سب سے بڑا اعجاز ہے

دل مچلنے لگ گیا آثارِ طیبہ دیکھ کر
چھٹ رہی ہیں ظلمتیں اور صبح کا آغاز ہے

میری آنکھیں ہیں جمالِ گنبدِ خضرا کا طُور
قلب میرا نغمۂ صلِّ علیٰ کا ساز ہے

ہر نظر میں شانِ محبوبی نبیؐ سے ہے نبیؐ
گنبدِ خضرا کے جلووں کا عجب انداز ہے

کیا کہوں چشمِ کرم نے تیری کیا کچھ کر دیا
میرے درماں کی نہایت، درد کا آغاز ہے

چاہتا تھا درد سے میرے کوئی واقف نہ ہو

ہو گیا رسوائے عالم چشمِ تر غمّاز ہے

بت کدہ اُن کی رضا سے کعبۃ اللہ بن گیا

در حقیقت یہ رسُول اللہ کا اعجاز ہے

۶۴

ہے نور آنکھوں کا میرے ضیا مدینے کی!

سرورِ خاطرِ محزوں صبا مدینے کی!

نظر فروز، طرب زا، شمیمِ عطر آمیز

عجب بہار ہے صلِّ علیٰ مدینے کی!

نبیؐ کے نقشِ کفِ پا کا دیکھیے اعجاز

گلی گلی ہے عجب دل رُبا مدینے کی!

جمالِ نورِ خدا دیکھنا اگر چاہو
لگاؤ آنکھوں میں خاکِ شفا مدینے کی

بہشت و حور پہ ڈالے نہ وہ نگاہ کبھی
بسی ہو جس کی نظر میں فضا مدینے کی

قدومِ صاحبِ خلقِ عظیم کے صدقے
مثال بن گئی مہر و وفا مدینے کی

مریضِ عشقِ محمدّ کی ہے یہی پہچان
کہ راس آئے گی اس کو فضا مدینے کی

مدینہ اپنی جگہ ہے، بہشت اپنی جگہ
کہاں مثال ملے گی بھلا مدینے کی؟

ہے لمحہ لمحہ مسافت کا بارِ دوش مجھے
لگن سی رہتی ہے صبح و مسا مدینے کی

کٹاؤ سر رہِ حق میں مٹاؤ باطل کو
یہی ہے دوستو! رسمِ وفا مدینے کی
قسم خدا کی! میں سمجھوں مراد کو پہنچا
جو آئے مجھ کو میسّر قضا مدینے کی

۶۵

ہوں آج قدموں سے اتنا قریب کیا کہنا!
بلندیوں پہ ہے اپنا نصیب کیا کہنا!
وسیلہ بن گیا میرے لیے درود و سلام
مدینے پہنچا ہے مجھ سا غریب کیا کہنا!
ملا ہے دامنِ رحمت ترا رؤوف و رحیم!
گنہگار کا ایسا نصیب کیا کہنا!

زمین نور، فضا نور، آسمان بھی نور
تجلّیاتِ دیارِ حبیبؐ کیا کہنا!

خدا کی حمد کے ساتھ آپؐ پر درود و سلام
ہیں پڑھتے برسرِ منبر خطیب، کیا کہنا!

مقامِ قربِ رسالت ہے رتبۂ شیخینؓ
ہیں آج تک وہی اتنے قریب، کیا کہنا!

کہیں درود و سلام اور کہیں تلاوت ہے
قریبِ صفّہ ہیں شاہی نقیب، کیا کہنا!

سرِ نیاز جھکاتے ہی آئے میری قضا
ملے جو مجھ کو یہ رتبہ عجیب، کیا کہنا!

تمھیں نصیب ہے ہر وقت سایۂ رحمت
مدینے والو! تمھارے نصیب، کیا کہنا!

عجیب سا یہ کرشمہ ہے اُن کی نسبت کا
حبیب ہو گئے سارے رقیب، کیا کہنا!
وہ ذوق و شوق کی محفل وہ کیف کا عالم
وہ جھوم جھوم کے ذکرِ حبیب ﷺ، کیا کہنا!

قطعہ

تمھارا حسن پیدا ہر کہیں ہے
مکان و لامکاں میں جا گزیں ہے
تمھیں بستے ہو میرے جان و تن میں
میری ہستی مری ہستی نہیں ہے

٦٦

اُن کے قدموں کا جہاں پر ہے نشاں پہنچا ہوں
مری معراج ہے میں آج جہاں پہنچا ہوں

مورِ بے مایہ کو ہمدوشِ سلیمانؑ کیا
مجھ سے ناچیز کو دیکھو میں کہاں پہنچا ہوں

آستاں عرش سے اونچا ہے مگر فرش پہ ہے
جن کے دربان ہیں جبریلؑ وہاں پہنچا ہوں

مجھ سے ذرّے کو نوازا مجھے عزّت بخشی
یہ سراسر ہے کرم اُن کا جہاں پہنچا ہوں

میں کہاں اور کہاں اُن کی غلامی کا شرف
نگہِ لطف کے صدقے میں یہاں پہنچا ہوں

٦٧

میرِ عرب شهِ عجم! از درِ تو کجا روم؟
حلقه بگوش و چاکرم از درِ تو کجا روم؟

ذاتِ تو بهرِ مومناں هست رئوف و هم رحیم
من که فقیرِ بیکسم از درِ تو کجا روم؟

هست شفیعِ عاصیاں ذاتِ کریم و پاکِ تو
بندۀ عاصیِ توام از درِ تو کجا روم؟

از تو قرارِ روحِ من از تو سکونِ خاطرم
از تو فروغِ دیده‌ام از درِ تو کجا روم؟

خاکِ درِ تو تاجِ من عزت و فخر و نازِ من
از تو عروج و عظمتم از درِ تو کجا روم؟

کوکبِ بخت شد نہاں ماہِ نصیب شد غروب
تیرہ و تار شد شبم از درِ تو کجا روم؟
از کرمِ تو زندہ ام، دامنِ تو گرفتہ ام
بر درِ تو نشستہ ام از درِ تو کجا روم؟

۶۸

گوشۂ چشمِ کرم کا جب اشارہ ہو گیا
کام جو مشکل سے مشکل تھا ہمارا ہو گیا
اُن کے قدموں میں جو رہنے کی اجازت مل گئی
چرخِ ہفتم پر مقدر کا ستارا ہو گیا
ان کی چشمِ لطف سے اک لمحہ بھر کا التفات
عمر بھر کے واسطے میرا سہارا ہو گیا

سخت مشکل میں شفاعت ان کی کام آئی مرے
عین طوفاں میں بھنور میرا کنارا ہو گیا

سارے رشتے توڑ کر سارے سہارے چھوڑ کر
میں تمھارا ہو گیا اب میں تمھارا ہو گیا

میری چشمِ شوق نے دیکھا ہے کیا کچھ کیا کہوں
طور مجھ کو سبز گنبد کا نظارا ہو گیا

جب مدینے کے مکانوں کے مکیں لکھے گئے
نام اُس دم درج دفتر میں ہمارا ہو گیا

۶۹

مرا بال بال زباں بنے تو ترے کرم کی ثنا کروں
مجھے اعتراف ہے عجز کا ترا شکر کیسے ادا کروں؟

ترے نقشِ پا پہ جبیں رہے جو اٹھاؤں سر تو نہ اٹھ سکے
اسی ایک سجدۂ شکر میں دل و جاں کو اپنے فدا کروں

تری گفتگو تری جستجو ہو نظر میں بس مری تو ہی تو
تری یاد شام و سحر رہے ترا ذکر صبح و مسا کروں

مجھے راہِ شوق نصیب کر جو دراز سے ہو دراز تر
کہ قدم قدم پہ سجود ہو تو نفس نفس میں ثنا کروں

ہے نماز جس کی قضا تو ہے نہ نگاہ جس کی قضا نہیں
تو ہی پھر بتا مجھے ناصحا! کہ نگاہ کیسے قضا کروں؟

مجھے چھوڑ دو مرے حال پر مرا درد ہے مرا چارہ گر
مرے درد کو مرے کیف کو جو بڑھائے ایسی دوا کروں

نہیں قیل و قال کا یہ محل یہ مقامِ حال کی بات ہے
جنھیں دردِ دل ہے عطا ہوا وہ سنا کریں میں کہا کروں!

۷۰

غلام گردش میں ان کی ہم نے عجیب کیف و سرور دیکھا
نیاز مندی کا دَور دیکھا، وفورِ عجز و قصور دیکھا
یہاں کا ہر کام جو بھی دیکھا ورائے عقل و شعور دیکھا
یہاں یہ سچ ہے کہ ہم نے آنکھوں سے جلوۂ کوہِ طور دیکھا
یہاں یہ عقل و خرد ہے عاجز عجیب نیرنگیاں ہیں اس کی
اسی کو دل سے قریب پایا اسی کو آنکھوں سے دُور دیکھا
قدم قدم پر ہے جبہ سائی، نفس نفس میں نیاز مندی
جھکا ہوا عاجزی کے قدموں میں ہر سرِ پُر غرور دیکھا
یہاں کی راتیں عجیب دیکھیں یہاں کا دن بھی عجیب پایا
خجل ہیں خورشید و ماہ جس سے کچھ ایسا نور و ظہور دیکھا

نہ زیبِ تن ہے لباسِ شاہی نہ کوئی پہنے ہوئے ہے گدڑی
لباسِ شاہ و گدا ہے یکساں عجیب کیف و سرور دیکھا

۱۷

مدینے کا سفر ہے اور میں ہوں
نبیؐ کی رہگزر ہے اور میں ہوں

بہر سُو جلوہ افروزی ہے اُن کی
مری تشنہ نظر ہے اور میں ہوں

جمالِ گنبدِ خضرا کا جلوہ
مرے پیشِ نظر ہے اور میں ہوں

فرشتے بھی کھڑے ہیں دست بستہ
درِ خیر البشر ہے اور میں ہوں

نگاہیں میری سجدہ کر رہی ہیں
میسّر سنگِ در ہے اور میں ہوں

گناہوں کی سیاہی دُھل رہی ہے
سرشکِ چشمِ تر ہے اور میں ہوں

سلام اُن کا درود اُن کا ہے لب پر
یہی شام و سحر ہے اور میں ہوں

بہر لحظہ نوازش پر نوازش
بہ عنوانِ دگر ہے اور میں ہوں

زباں سے جو بھی کچھ مانگا وہ پایا　　اثر ایسا اثر ہے اور میں ہوں

یہاں حائل نہیں اب کوئی پردہ

مرا ذوقِ نظر ہے اور میں ہوں

۷۲

شافعِ خیرِ اُمم! گنبدِ خضرا والے!

ماحیٔ رنج و الم! گنبدِ خضرا والے!

ہم گنہگاروں کا غمخوار نہیں تیرے سوا

تجھ سے وابستہ ہیں ہم گنبدِ خضرا والے!

رحمتِ ہر دو جہاں تیرے سوا کوئی نہیں

آیۂ لطف و کرم گنبدِ خضرا والے!

لاج رکھنا سرِ محشر بھی گنہگاروں کی!
گرچہ ناکارہ ہیں ہم گنبدِ خضرا والے!

مجھ گنہگار کو کافی ہے شفاعت کے لیے
گوشۂ چشمِ کرم گنبدِ خضرا والے!

شہرِ طیبہ کا ہر اک کوچہ ترے قدموں سے
بن گیا رشکِ ارم گنبدِ خضرا والے!

کوئی سائل تیرے در سے نہیں محروم پھرا
ہم پہ بھی چشمِ کرم گنبدِ خضرا والے!

جان و دل کیا ہے میں کروں تجھ پہ دو عالم کو نثار
جلوۂ حسنِ قدم گنبدِ خضرا والے!

۷۳

اُدھر ٹکڑا ہے جنّت کا، اِدھر قدموں کی جنّت ہے
وہ زاہد کا مقدّر ہے، یہ میری اپنی قسمت ہے
یہاں کے ذرّے ذرّے سے عیاں نورِ حقیقت ہے
مری آنکھوں سے دیکھو کیا بہارِ حسنِ فطرت ہے
یہاں کی صبح کیا کہنا کہ وہ صبحِ سعادت ہے
یہاں کی رات بھی اپنے لیے نورِ مسرّت ہے
گنہگاروں پہ بے حد ان کی شفقت ہے عنایت ہے
میں قرباں اُن کی رحمت کے یہاں رحمت ہی رحمت ہے

نگاہیں چومتی ہیں گنبدِ خضرا کے جلووں کو
وہ گنبد جو سراپا نور رحمت نورِ رحمت ہے

گنہگاروں سے کہہ دو بابِ رحمت پر چلے جائیں
پشیماں ہونے والوں کے تعاقب میں شفاعت ہے

نہ شاہی کی تمنّا ہے نہ ثروت چاہیے مجھ کو
غلاموں کی غلامی ہی بڑی سب سے سعادت ہے

مدینے میں پہنچ کر بس یہی معمول ہے اپنا
سلام اُن پر درود اُن پر یہی اپنی عبادت ہے

۷

کرم ہے اُن کا میں قدموں میں پھر بلایا گیا
بلا کے مژدۂ بخشش مجھے سنایا گیا

خوشا کہ خواب میں جلوہ مجھے دکھایا گیا
میں سو رہا تھا، مقدّر مرا جگایا گیا

ہوں اک غلام غلامانِ ساقیٔ کوثر
بلا کے جامِ شفاعت مجھے پلایا گیا

قبولِ رحمتِ عالم ہوئی ندامت آج
گناہگاروں میں رتبہ مرا بڑھایا گیا

قدم جہاز میں رکھا تو یوں ہوا محسوس
قفس سے جیسے پرندہ کوئی چھڑایا گیا

عطائے دولتِ غم بھی تو ایک نعمت ہے
بڑے نصیب ہیں اُس کے جو آزمایا گیا

سرِ نیاز کی مقبولیت کا راز نہ پوچھ
بلند تر ہوا جتنا یہاں جھکایا گیا

وہی ہے جادۂ منزل وہی ہے جادۂ شوق
جو رستہ نقشِ قدم سے ترے بنایا گیا

قطعہ

اگرچہ کوششِ بے انتہا کی
ثنا کب کر سکا ہوں مصطفےٰؐ کی

کسی بندے کے بس میں ہی نہیں ہے
کرے توصیف محبوبِؐ خدا کی!

منظومات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدینۂ منوّرہ سے روانگی

اے شہرِ محبّت! بس اب وقتِ جدائی ہے
حسرت ہے جو مہلت تھی غفلت میں گنوائی ہے
اس راہِ محبّت کا ہر ایک فدائی ہے
کیا درد کی لذّت ہے! کیا آبلہ پائی ہے!
کل شوق جلو میں تھا اور ذوقِ قدم بوسی
اب راہنما میری فرقت ہے جدائی ہے

تصویر وہ مسجد کی، تنویر وہ روضے کی
دل میں مرے اتری ہے آنکھوں میں سمائی ہے
معمور و منوّر ہیں قلب اور نظر دونوں
کیا شانِ کریمی ہے کیا جلوہ نمائی ہے
کونین سے مستغنی سائل ہے ترے در کا
صد رشکِ شہنشاہی اِس در کی گدائی ہے
ہے چشم اگر گریاں تو دل ہے مرا بریاں
اے دردِ محبّت! اب تیری ہی دہائی ہے
یہ فیض ہے نسبت کا بخشش کا عنایت کا
جو جو بھی تمنّا تھی، دل میں وہ بر آئی ہے!
ہر سال بلا لینا بے مایہ و احقر کو
یہ آپ ﷺ کی بخشش ہے اعجاز نمائی ہے!

مدینہ منوّرہ سے خط آنے پر

اللہ اللہ! مدینے سے سلام آیا ہے
عاشقِ طیبہ کا ملنا مرے کام آیا ہے

جس میں لپٹی ہوئی آئی ہے شمیمِ طیبہ
ہاں وہ ملفوفِ گرامی مرے نام آیا ہے

جگمگا اٹھی ہے جس سے مرے دل کی دنیا
خط کے آئینے میں وہ ماہِ تمام آیا ہے

جس کے پیتے ہی ہوا کیف کا عالم طاری
مۓ انوارِ مدینہ کا وہ جام آیا ہے

کیوں نہ آنکھوں سے لگاؤں اسے سر پر رکھّوں
نامہ جو لے کے مدینے سے پیام آیا ہے

تضمین بر شعرِ جامیؒ

منم ادنیٰ غلامِ بارگاہے نخواہم دولتِ دنیا و جاہے

”نگاہے یارسُولؐ اللہ! نگاہے

پیاپے گر نباشد گاہے گاہے“

منم عاصی و تو رحمت پناہے کرم کن بر منِ گم کردہ راہے

”نگاہے یارسُولؐ اللہ! نگاہے

پیاپے گر نباشد گاہے گاہے“

پریشانم منم یوسفؑ بہ چاہے دلم شد زار از افغان و آہے

”نگاہے یارسُولؐ اللہ! نگاہے

پیاپے گر نباشد گاہے گاہے“

دلِ من مملکت تو پادشاہے
مرا محکومی و تو عزّ و جاہے

"نگاہے یا رسُولَ اللہ! نگاہے
پیاپے گر نباشد گاہے گاہے"

وضو کردم بہ اشکِ صبح گاہے
بچشمم سرمۂ از گردِ راہے

"نگاہے یا رسُولَ اللہ! نگاہے
پیاپے گر نباشد گاہے گاہے"

قبارا من نمودم سیر گاہے
زنقشِ پا منوّر شاہراہے

"نگاہے یا رسُولَ اللہ! نگاہے
پیاپے گر نباشد گاہے گاہے"

تضمین بر شعرِ حمید لکھنوی

پھر یاد آئے اہلِ مدینہ
پھر یاد آیا روضۂ انور

ان کی مروّت، ان کی محبّت　　اللہُ اکبر اللہُ اکبر
حجرۂ اقدس، نورِ مجسّم　　گنبدِ خضرا، نور کا پیکر!
مسجدِ حضرت، نور کا دریا　　نور کی جالی، نور کا منبر
نور ہے دائیں، نور ہے بائیں　　نور ہے نیچے، نور ہے اوپر
نور ازل سے تا بہ ابد ہے　　نور ہے اوّل، نور ہے آخر
نور کی مجلس، نور کی صہبا　　نور کا ساقی، نور کا ساغر
تشنہ لبوں کو نور پلایا　　قرباں جاؤں ساقیٔ کوثر
کیسے بیاں ہو کس سے بیاں ہو　　بے خود ہوں میں نور کو پا کر

"کیفِ حضوری اللہُ اکبر
آنکھیں بھی روشن دل بھی منوّر"

مری عید ہوگئی

انوارِ نقشِ پا کی مجھے دید ہوگئی
قدموں میں اُن کے پہنچا مری عید ہوگئی

وہ عکسِ نقشِ پا وہ مصلّٰی حضور کا
چوما مری جبیں نے مری عید ہوگئی

ہر سُو نظر فروز ہیں ان کی تجلّیاں
اٹھی جدھر نگاہ مری عید ہوگئی

انوارِ نقشِ پا سے منوّر ہے ہر گلی
گزرا میں جس گلی سے مری عید ہوگئی

مسجد کے صحن سے ترے گنبد کو دیکھنا
ہے جنّتِ نگاہ مری عید ہوگئی

کیا پوچھتے ہو کیفِ حضوری کا ماجرا
ہے شش جہت میں نور مری عید ہوگئی

سلام

بحضورِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

السّلام اے سرورِ کون و مکاں! السّلام اے رحمتِ ہر دو جہاں!

السّلام اے آیۂ لطف و کرم! السّلام اے شافعِ خیر الامم!

السّلام اے شاہد و مشہودِ حق! السّلام اے احمد و محمودِ حق!

السّلام اے رحمۃٌ للعٰلمیں! السّلام اے صادق الوعدِ الامیں!

السّلام اے دستگیرِ بیکساں! السّلام اے خاتمِ پیغمبراں!

السّلام اے غمگسارِ عاصیاں! السّلام اے مونسِ بیچارگاں!

السّلام اے راحتِ قلبِ حزیں! السّلام اے محورِ دنیا و دیں!

السّلام اے نورِ وحدت کے امیں! السّلام اے ذاتِ ختم المرسلیں!

السّلام اے مظہرِ نور و جمال! السّلام اے مصدرِ فضل و کمال!

السّلام اے سیّد و خیر الورٰے! السّلام اے قاسمِ جود و عطا!

السّلام اے شمعِ بزمِ کائنات!

السّلام اے ساقیٔ آبِ حیات!

سلام

بحضورِ یارِ غارِ مصطفٰے سیّدنا صدیقِ اکبرؓ

السّلام اے رازدارِ مصطفٰے! السّلام اے یارِ غارِ مصطفٰےؐ!

السّلام اے صاحبِ خیر الورٰیؐ! السّلام اے پیکرِ صدق و صفا!

السّلام اے مرکزِ پرکارِ صدق!

السّلام اے قافلہ سالارِ عشق!

سلام

بخدمتِ سیّدنا عُمر ابنِ خطّابؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

السّلام اے فضل! اے ابنِ خطابؓ!
اے عمرؓ! تجھ پر سلامِ بے حساب
السّلام اے شوکتِ اسلام و دیں!
السّلام اے سطوتِ شرعِ مبیں!
السّلام اے زینتِ محراب و عدل!
السّلام اے سیّدِ اربابِ عقل!

سلام

بخدمتِ سیّدۃ النّساء اہل الجنّۃ فاطمۃ الزّہرا رضؓ

السّلام اے سیّدہ زھرا رضؓ بتول!

السّلام اے فاطمہ رضؓ بنتِ رسولؐ!

السّلام اے بانوئے شیرِ رضؓ خدا!

السّلام اے سیّدہ خیر رضؓ النّسا!

السّلام اے نورِ چشم و نورِ عین!

السّلام اُمِّ حسن رضؓ! اُمِّ حسین رضؓ!

مدینۂ منوّرہ کو روانگی کا دن

بزمِ دل میں مری کچھ روشنیٔ طُور ہے آج
دامنِ قلب و نظر نور سے معمور ہے آج

خواب میں جلوۂ طیبہ نظر آیا ہے مجھے
مطلعِ قلب مرا نورٌ علیٰ نور ہے آج

دیکھ کر گنبدِ خضرا کی جمال آرائی
نگہِ شوق مری کیف سے معمور ہے آج

یاد فرمایا ہے پھر ساقیٔ کوثر نے مجھے
شاد ہے قلبِ حزیں روح بھی مسرور ہے آج

زندگی کی کوئی کلفت بھی مجھے یاد نہیں
رنج و غم دُور بہت دُور بہت دُور ہے آج

مجھ گنہگار کے آقاؐ کی نوازش کے طفیل
لذّتِ درد دوا بننے پہ مجبور ہے آج
بھیج کر خاص بلاوا مجھے بلوایا ہے
رحمتِ خاص کو بخشش مری منظور ہے آج
چشمِ گریاں، دلِ پُرسوز، زبانِ عاجز
ضبط گر ہو نہ سکے اس سے تو معذور ہے آج
جن کو ہر سال بلا لیتی ہے رحمت اُن کی
ان گنہگاروں میں ناچیز بھی مشہور ہے آج

حضورؐ کا تبلیغی سفرِ طائف

پوچھا نبیؐ سے اک دن صدیقہؓ نبیؐ نے — قربان جاؤں دل سے سرتاج! یہ بتاؤ
دنیا کی زندگی میں اے راہِ حق کے رہبر — گزرا ہے سخت تر جو، وہ دن کوئی بتاؤ
طائف کا دن بتایا سردارِ دو جہاں نے — گزرا تھا سخت تر جو، بے لاگ اور لگاؤ

اے سرزمینِ طائف! تبلیغ کے سفر میں — گزرا تھا جو نبیؐ پر، وہ ماجرا سناؤ
اے آسمانِ طائف! تو بھی ہے ایک شاہد — آنکھوں نے تیری دیکھا جو کچھ مجھے دکھاؤ
کس راہ سے وہ آئے؟ کس باغ میں وہ ٹھہرے؟ — کس جگہ زخم کھائے؟ للہ مجھے بتاؤ
زخموں سے چور ہو کر بیٹھے تھے کس جگہ پر؟ — چشمہ وہ کون سا ہے دھوئے تھے جس پہ گھاؤ

ہاتھوں میں لے کے پتھر کیوں پل پڑے نبیؐ پر
کیا بیر تھا نبیؐ سے کیا جرم تھا؟ بتاؤ

اوباش اور غنڈے کس نے کیے اکٹھے؟
اکسایا اُن کو کس نے؟ طائف کے ناخداؤ!

کچھ مسخروں نے مل کر آپس میں طے کیا تھا
پیغامِ حق سنو مت، سب شور و غل مچاؤ

آوارہ چند لڑکے پیچھے لگا دیے تھے
تھک کر جو بیٹھ جائیں فوراً انھیں اٹھاؤ

زخموں سے خون بہہ کر جوتوں میں جم گیا تھا
اتنا گراں بہا تھا پیغامِ حق کا بھاؤ

طائف کے رہنے والے باتیں بنا رہے تھے
پتھراؤ سے تھا بڑھ کر طنز و مزاح کا گھاؤ

"اللہ میاں نے آخر کیسے نبیؐ بنایا؟
مال و زر و جواہر، باغات ہیں؟ دکھاؤ!

ادنیٰ سی اک سواری تک تو نہیں میسر!
ہو کر نبیؐ خدا کے پیدل ہی چل کے آؤ"

دیکھا تو سامنے تھا اک سایہ دیو پیکر
پوچھا نبیؐ نے اُس سے تم کون ہو؟ بتاؤ

کی عرض میں ملک ہوں من جملہ ملائک
حاضر ہوا ہوں آقا! خدمت کوئی بتاؤ

چاہو تو میں پلٹ دوں یہ سب پہاڑ ان پر
قدرت خدا نے دی ہے حاضر ہوں آزماؤ

فرمایا "میں تو رحمت بن کر نہیں ہوں آیا
ہوں رحمتِ دو عالم تم ان پہ رحم کھاؤ

بے علم و بے خبر ہیں غافل ہیں راہِ حق سے
بھٹکے ہوؤں کو لازم ہے راہِ حق دکھاؤ

میں دیکھتا ہوں اک دن راہِ جہادِ حق میں
نکلیں گی ان کی نسلیں باطل پہ کھا کے تاؤ

بارِ الٰہ! ان کو دے فہم اور ہدایت
نادان و بے خبر ہیں حق سے نہیں لگاؤ"

قطعہ

اے آج کے مسلماں! تو دیکھ حال اپنا
اسلام سے ہے نسبت فی سیر آدھ پاؤ
صورت ہنود کی ہے سیرت یہود کی ہے
سنّت رسولِ حق کی کیوں چھوڑ دی؟ بتاؤ

حضرتِ بلالؓ

سرشار و مستِ بادۂ توحید ایک دن
کوڑوں سے پٹ رہے تھے سرِ رہگزر کہیں
تھا جُرم یہ کہ کیوں ہے زباں پر اَحد اَحد
اور وہ منات و لات کو کیوں پوجتا نہیں؟
ہر ضربِ تازیانہ پہ لیتے خدا کا نام
یہ دردِ عشق بھی ہے عجب لذّت آفریں!
کہنے لگا بہ طنز وہاں اک ستم ظریف
"تم جس پہ جان دیتے ہو وہ پوچھتا نہیں"
سرخیلِ عاشقانِ نبیؐ نے دیا جواب
"سُن لو مری یہ بات کہ ہے عقل کے قریں

جاتے ہو تم جو مٹّی کا برتن خریدنے
ٹھنکا کے دیکھ لیتے ہو کچّا نہ ہو کہیں
تم تو حقیر شے کو بھی لو دیکھ بھال کر
مولیٰ مرا خریدے یونہی کیا مرے تئیں؟"

عُمیرؓ ابنؓ حمام

محترم اصحابؓ میں انصارؓ میں عالی مقام
اک صحابیؓ تھے مدینے میں عُمیرؓ ابنِ حمام

سرورِ کون و مکاں کے ساتھ پہنچے مکّے میں
جنگ کی خاطر جہاں پر تھا صحابہؓ کا قیام

سرورِ عالم سے پوچھا ایک دن جبریلؑ نے
آپؐ کے نزدیک کیا ہے بدرؓ والوں کا مقام

فخرِ موجودات نے ارشاد فرمایا جواب
سب مسلمانوں میں افضل بدرؓ والوں کا مقام

جاں نثاری کے لیے سارے صحابیؓ جمع تھے
سب صحابہؓ تھے ستارے بدر تھے خیرالانامؐ

اب قدم آگے نہ رکھنا میں نہ جب تک خود کہوں
سارے لشکر کے لیے پہلے ہوا یہ حکمِ عام

معرکے کا وقت آپہنچا تو فرمایا گیا
اب کرو یلغار جنّت میں کرو جاکر قیام

ساتھ ہی جنّت کی یوں تعریف فرمائی گئی
ارض سے افلاک تک ہے وسعتِ جنّت تمام

اک صحابیؓ نے بھی یوں کھا کر قسم تصدیق کی
مجھ کو آتا ہے نظر فردوس کا اعلیٰ مقام

وسعتِ جنّت کا سن کر تذکرہ سرکارؐ سے
مرحبا کہنے لگے حضرت عُمیرؓ ابنِ حمام

حضرتِ اقدسؐ نے پوچھا سن کے ان کی مرحبا
ہے تعجّب کیا تمھیں اس پہ عُمیرؓ ابنِ حمام!

عرض کی "واللہ! یہ اظہارِ حیرت تو نہیں
چاہتا ہوں کاش حاصل ہو مجھے ایسا مقام"

دیکھ کر شوقِ شہادت اور ان کا ولولہ
آپؐ نے ارشاد فرمایا "ہے تیرا جنّت مقام"

خُرمے ترکش سے نکالے اپنے اور کھانے لگے
اپنا راشن ساتھ رکھتے تھے عُمیرؓ ابنِ حمام

پھینک کر خُرمے کہا "اب بار ہے مجھ پر حیات
اب تو مَیں جاکر وہیں جنّت میں کھاؤں گا طعام"

گھس گئے کفّار کے لشکر میں بے خوف و خطر
ایک ہی ہلّے میں دشمن کا کیا جینا حرام

جان کی بازی لگا دی ہوگئے آخر شہید
راہِ حق کے سُرخرو راہی عُمیرؓ ابنِ حمام!

عشقِ مولاؐ عشقِ آقاؐ کی ہے اک تفسیر تو
اے شہیدِ راہِ حق! زندہ ہے تو تجھ پر سلام!

معوذؓ و معاذؓ

معرکہ بدر کا ہے اور صف آرائی ہے
رہنمائی کے لیے ذاتِ نبیؐ آئی ہے

ایک عالم ہے اِدھر بے سر و سامانی کا
اور اُدھر دولت و حشمت کی گھٹا چھائی ہے

جذبۂ شوقِ شہادت لیے مسلم پہنچے
کافروں کو تو یہاں اِن کی قضا لائی ہے

دو جواں سال سپاہی ہیں معوذؓ و معاذؓ
اک سے اک بڑھ کے شہادت کا تمنائی ہے

عہد دونوں کا ہے ماریں گے ابو جہل کو ہم
گرچہ دیکھا نہیں اُس کو نہ شناسائی ہے

درمیاں دونوں کے ہیں صرف امیرِ لشکر
سامنے نظر کے دشمن کی صف آرائی ہے

ایک نے بڑھ کے یہ پوچھا کہ "امیرِ لشکر!
کیا کہیں صورتِ بوجہل نظر آئی ہے؟"

دیکھ کر غور سے دشمن کی صفوں کی جانب
میرِ لشکر نے کہا ہاں! وہ نظر آئی ہے

دوسرا آ کے بھی کرتا ہے وہی اِن سے سوال
اس کو بھی آپ نے صورت وہی دکھلائی ہے

تاک کر دونوں جواں سال سپاہی لپکے
آن کی آن میں دشمن کی قضا آتی ہے

بولا بوجہل کہ "مرنے کا نہیں غم مجھ کو!
قتل بچوں نے کیا یہ مری رسوائی ہے"!

قطعہ

عروسِ حجلۂ کون و مکاں ہے
حبیبِ انس و جانِ قدسیاں ہے
نہیں محبوبیت میں اس کا ثانی
مرا آقاؐ نگارِ دو جہاں ہے

خطاط:

جمیل احمد قریشی تنویر رقم لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطعہ

سالِ طبعِ کتابِ جانفزا و نورُ العین "فیوضُ الحرمین" از رشحاتِ قلمِ محبّت رقم
حضرت مولٰنا سیّد محمّد عبد العزیز شرقی الباکستانی ثم المدنی مدّ ظلّہ العالی

بفضلِ ربِّ کریم و طفیلِ حُبِّ رسولؐ
صحیفۂ زسماواتِ عشق کرد نزول

خزینۂ تپش و سوز و درد و شوق و سرور
چنانکہ کرد دراں روحِ انبساط حلول

چکیدۂ دلِ عبد العزیز الشّرقی
کہ ہست سیّدِ اشرف ز خاندانِ بتولؓ

برائے اہلِ نظر تحفۂ عظیم و لطیف
شود بمنِّ خدا ہمکنارِ حسنِ قبول

زفکرِ خویش چو از سالِ طبع پرسیدم
ندائے غیب برآمد فیوضِ دردِ رسولؐ

۱۴۰۰ھ

المعتصم بذیل النبیؐ المحبوب
محمد ایّوب عفی عنہ
مصنّف "نوائے فردا"، "انوارِ جمال"، "آبِ حیواں"، "سوزِ نفس" وغیرہا
از ۳۳۶ - شالیمار ۳/۶ - اسلام آباد (پاکستان)

مدینہ منوّرہ
مؤرخہ ۲۷ ذیقعدہ سنہ ۱۴۰۰ ہجری
مطابق ۶ اکتوبر سنہ ۱۹۸۰ء